سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

سوموار،27۔جون2016

(یوم الاثنین،21۔رمضان المبارک1437ھ)

سولہویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 9

559

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 27۔جون 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون مالیات پر غور و خوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016، جیسا کہ اسے ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016 منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

منظور شدہ اخراجات برائے سال 17-2016 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 17-2016 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) آرڈیننس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(ڈی) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016

ایک وزیر مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016 ایوان میں پیش کریں گے۔

560

(ای) مسودہ قانون پر غور و خوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون(چوتھی ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2016(مسودہ قانون نمبر21بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(چوتھی ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2016،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(چوتھی ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2016منظور کیا جائے۔

561

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

سوموار، 27۔جون2016

(یوم الاثنین، 21۔رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ
مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي
هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾

سُوْرَةُ الأنبیاء آیات 105 تا107

اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے(105) عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے(106)اور (اے محمد) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(107)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے رسول امیں خاتم المرسلین تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا با صدق و یقیں تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا سجایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود بنایا تجھے
اے ازل کے حسین اے ابد کے حسین تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی پھر تیری ذات منظر پر لائی گئی
سید الاوّلیں سید الآخریں تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اس زمین میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر نگیں تجھ سا کوئی نہیں

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 20 سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 21 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 22 بھی سردار علی رضا خان دریشک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 جناب عبدالمجید خان نیازی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک استحقاق کو بھی اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 28 جناب جمیل حسن خان کی ہے۔ جی، جناب جمیل حسن خان!

سیکرٹری لائیو سٹاک کا معزز ممبر اسمبلی سے بات کرنے سے گریزاں

جناب جمیل حسن خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 16۔ جون 2016 بوقت 2 بج کر 30 منٹ پر ضروری کام کے سلسلہ میں سیکرٹری لائیو سٹاک کے پاس گیا تو وہ اپنے کمرے میں موجود تھے اور اپنے ماتحت عملے سے بات کر رہے تھے۔ میں نے ان سے بات کرنے کا وقت مانگا۔ انہوں نے تقریباً 2 گھنٹے تک مجھے انتظار میں بٹھائے رکھا اور میری طرف توجہ نہ دی اور خود اپنے سٹاف سے فضول گفتگو میں محو رہے۔

جناب سپیکر! میں ایک معزز ممبر اسمبلی ہوں اور کسی بھی گورنمنٹ آفیسر پر یہ لازم ہے کہ وہ عوامی نمائندگان کی بات سنیں اور ان کے مفاد عامہ سے متعلقہ جائز کام بھی کریں لیکن موصوف سیکرٹری لائیو سٹاک کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس تمام معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو بھی pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! چونکہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو pending فرما لیں۔ وہ آ جائیں گے تو جواب بھی منگوالیں گے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق، استحقاقات کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور کمیٹی دو مہینے کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:

a) Consideration and Passage of Finance Bill 2016.

b) Laying of the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17.

c) Laying of Ordinance.

d) Introduction of Bills.

e) Consideration and Passage of Bill.

پہلے The Punjab Finance Bill 2016 شروع کرتے ہیں۔

Now, the Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2016

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at once."

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: اب یہ بھی بتائیں کہ How do you oppose آپ نے اس میں کوئی motion دی ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! Rule 98 کے تحت فنانس بل کے general principles پر اپوزیشن کی طرف سے معزز ممبران بات کر سکتے ہیں۔

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at one."

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed)**:** Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف نے اس بل کو oppose کیا ہے۔ وزیر قانون! آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟ ویسے فنانس بل میں oppose ہو نہیں سکتا۔ اگر آپ اس پر ruling چاہیں گے تو میں وہ بھی دے دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! فنانس بل کو oppose کرنے کی practice تو نہیں ہے کیونکہ کسی بھی بل کے principles پر بات ہو سکتی ہے اور during budget discussion جتنی بھی discussion ہوتی ہے تو وہ ان principles کے اُوپر ہی ہوتی ہے۔ رولز میں اس بارے میں کوئی clarity نہیں ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ بھی allow کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! چونکہ آپ نے اس کو oppose کیا تو بات کر لیں مگر آپ نے اس میں کوئی ترمیم نہیں دی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں 1973 کا reference دوں گا۔ میں نے اسمبلی کی کارروائی نکلوائی ہے---

جناب سپیکر: آپ یہ reference مجھے بھجوائیں میں اسے دیکھ لوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مختلف مواقع پر حزب اختلاف کی طرف سے جب فنانس بل کو oppose کیا گیا تو سپیکر نے اس پر ruling دی اور حزب اختلاف کو بات کرنے کی اجازت دی گئی۔ ہم نے پچھلے سال بھی فنانس بل پر بات کی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات rules سے ہٹ کر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف دو تین باتیں یہاں پر عرض کرنی چاہتا ہوں۔ یہاں impression یہ دیا گیا کہ ہم نے اس بجٹ میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا اور یہ almost tax free budget ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا سارا focus indirect taxes کے اُوپر ہے اور ultimately عام آدمی کو اس کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔ مہنگائی کی چکی میں پہلے ہی غریب آدمی پس رہا ہے۔ یہ جتنے بھی ٹیکس لگائے گئے ہیں یہ سارے عام آدمی سے متعلق ہیں اور اس کا بوجھ عام آدمی پر shift ہو جائے گا۔ اس ملک کا جو lower طبقہ ہے، اس ملک کا جو غریب کسان ہے، اس ملک کا جو غریب مزدور ہے اور عام آدمی ہے ultimately یہ اس کو بھگتنا پڑے گا۔ میں اس کی صرف دو تین مثالیں دوں گا۔

جناب سپیکر! پنجاب فنانس بل کے صفحہ نمبر 7 پر شادی ہالوں، لاؤنج، مارکیٹوں اور کیٹرنگ کی ساری چیزوں پر 16 فیصد ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غریب آدمی اپنے گھر کے باہر لان کے اندر یا گلی میں تمبو لگائے گا، لائٹنگ کرے گا یا پھول لگائے گا تو یہ ٹیکس اس کے اوپر بھی لاگو ہو گا۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں:

(a) at S.No.1, in column 2, for the existing entry, the following shall be substituted:

"Services provided by hotels, motels, guest houses, marriage halls and lawn (by whatever name called) including pandal and shamiana services, catering services (including all ancillary/allied services such

as floral or other decoration, furnishing of space whether or not involving rental of equipment and accessories) and clubs including race clubs and their membership services including services, facilities or advantages, for a subscription or any other amount, to their members."

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً زیادتی ہے۔ عام آدمی جب بھی کسی جگہ یا شادی ہال میں اپنے بچے یا بچی کی شادی کرتا ہے تو اس کے اوپر بھی آپ نے ٹیکس لگا دیا ہے۔ شادی ہال والے یہ ٹیکس اپنی گرہ سے تو نہیں دیں گے۔ اگر وہ پہلے 500 روپے per head لیتے ہیں تو اب سات سو روپے per head وصول کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ یہ حکومت نے ٹیکس لگایا ہے، اب ہم کیا کریں اور آپ حکومت سے پوچھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور یہ indirect taxes کی ایک بد ترین مثال ہے جس سے ٹیکسوں کا بوجھ عام آدمی پر shift ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: مہر اشتیاق احمد، سابق ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب جو کہ اس وقت ایم این اے ہیں یہاں گیلری میں تشریف لائے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران کی طرف سے ڈیسک بجا کر معزز مہمان کا خیر مقدم کیا گیا)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مہر اشتیاق احمد کو میں بھی welcome کہتا ہوں۔ اس فنانس بل میں CC-1300 سے CC-1500 تک کی گاڑی پر 70 ہزار روپے ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اسی طرح اڑھائی ہزار سی سی سے اوپر کی گاڑیوں پر انہوں نے 3 لاکھ روپے ٹیکس عائد کیا ہے۔ عام سفید پوش آدمی CC-1300 سے CC-1500 تک کی گاڑی استعمال کرتا ہے اور حکومت پنجاب نے اس پر 70 ہزار روپے ٹیکس عائد کر دیا ہے لیکن جو گاڑی تین یا چار کروڑ روپے مالیت کی ہے، جو لگژری گاڑیاں اور آسائش میں آتی ہیں ان پر تو آپ نے زیادہ سے زیادہ تین لاکھ روپے ٹیکس لگایا ہے۔ بھئی! آپ ان بڑی گاڑیوں پر تین لاکھ کی بجائے تیس لاکھ روپے ٹیکس عائد کر دیں لیکن جو گاڑیاں عام آدمی کے استعمال میں آتی ہیں ان پر ٹیکس exempt ہونا چاہئے۔ ان گاڑیوں پر آپ نے 70 ہزار روپے ٹیکس کیوں لگا دیا ہے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب نہیں بلکہ امیر آدمیوں کا بجٹ ہے۔ یہ سرمایہ داروں، کاروباری حضرات، بڑے بڑے لوگوں اور فیوڈلز کا بجٹ ہے۔ اس بجٹ میں عام آدمی کو

تو press کیا گیا ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ یہ ٹیکس نہیں ہونا چاہئے۔ آپ بے شک 2500-CC سے 3000-CC سے اوپر کی گاڑی پر پچاس لاکھ روپے ٹیکس لگادیں۔ وہ لوگ afford کر سکتے ہیں کیونکہ جو چار کروڑ روپے کی گاڑی خرید سکتا ہے وہ تیس یا پچاس لاکھ روپے ٹیکس بھی دے دے گا۔ ایک عام آدمی جو پندرہ بیس لاکھ روپے کی گاڑی لیتا ہے اس پر آپ نے 70 ہزار روپے ٹیکس لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تو موٹر سائیکل رکشا والے کو بھی نہیں بخشا گیا۔ آپ اندازہ کریں کہ یہ حکمران غریب کا نام لیتے ہیں جبکہ انہوں نے ایک موٹر سائیکل رکشا پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ ویسے یہ اورنج لائن ٹرین پر اربوں روپے کی subsidy دے رہے ہیں۔ ہر سال اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس پر 14 یا 15۔ ارب روپے کی subsidy دی جائے گی لیکن موٹر سائیکل رکشے والا بچ کر جانے نہ پائے۔ پورے پنجاب کے اندر غریب لوگ، جن کے پاس گاڑی، موٹر سائیکل، کار یا اپنی سواری نہیں ہے وہ پانچ دس روپے دے کر ایک سے دوسری جگہ پر جاتے ہیں تو اس موٹر سائیکل رکشا پر بھی آپ نے ٹیکس عائد کر دیا ہے۔ اب موٹر سائیکل رکشے والا کیا کرے گا؟ پہلے وہ دس روپے لیتا تھا اب وہ پندرہ روپے کرایہ وصول کرے گا اور ساتھ یہ کہے گا کہ آپ حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف کو دعائیں دیں کیونکہ یہ ٹیکس انہوں نے لگایا ہے اور میں نے اس لئے اپنا کرایہ بڑھایا ہے کیونکہ میرا خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ حکمرانوں کے قول و فعل میں بہت بڑا تضاد ہے۔ یہ ایک طرف غریب اور عام آدمی کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف انتہائی غریب آدمی کی سواری یعنی موٹر سائیکل رکشا پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔ حکومت کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح کا ٹیکس لگائے۔

جناب سپیکر! اس حکومت نے خالی پلاٹ پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ پانچ مرلہ سے اوپر جو خالی پلاٹ ہوگا اس پر بھی ٹیکس لگے گا۔ وہ لوگ جو پراپرٹی کا بزنس کرتے ہیں وہ دو سال پلاٹ نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ possession کے دو سال بعد خالی پلاٹ پر ٹیکس لگے گا۔ وہ شخص پلاٹ اپنے پاس رکھتا ہے جو سالہا سال کی محنت کے بعد پلاٹ لیتا ہے اور پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ میں کسی طریقے سے اتنی رقم اکٹھی کر لوں کہ اس پلاٹ پر دو کمروں کا گھر بنا سکوں۔ اب اس ٹیکس کی زد میں وہ غریب آدمی آئے گا جس نے ساری عمر کا ایک خواب دیکھا ہے کہ میں پانچ، سات یا دس مرلے کا کوئی اپنا گھر بنالوں۔ اس نے پلاٹ لیا ہوا ہے اور اس کے پاس ابھی جمع پونجی نہیں ہے۔ سرکاری ملازم ریٹائرمنٹ کا انتظار کر رہا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد مجھے کچھ پیسے مل جائیں گے تو میں اس پلاٹ پر گھر بنالوں گا۔ وہ

لوگ جو پراپرٹی کا کام کرتے ہیں وہ تو سال میں کئی کئی transactions کرتے ہیں۔ایک پلاٹ کئی کئی ہاتھ فروخت ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں اس ٹیکس کا direct شکار، victim اور اس ٹیکس کی زد میں آنے والا عام آدمی ہو گا۔ایک عام آدمی نے زندگی بھر میں اگر ایک مکان بنانے کا خواب اپنے دل میں سجا رکھا ہے تو اس خواب کے شرمندہ تعبیر ہونے میں بھی حکومت نے رکاوٹ ڈال دی ہے۔حکومت نے اس کو تکلیف پہنچا دی ہے اور کہہ دیا ہے کہ آپ خالی پلاٹ کے اُوپر بھی ٹیکس دیں۔انہوں نے فنانس بل کے صفحہ نمبر9 پر Services provider by cosmetics and Plastic surgeons and Hair transplant services بھائی!امیر لوگوں نے تو باہر جا کر اپنے بال transplant کرا لئے ہیں اور باقی بھی وہاں سے ہوتے رہیں گے۔ ہمارے حکمران طبقے نے باہر سے Hair transplant کرائے ہیں تو یہاں پر آکر ٹیکس لگا دیا ہے۔اسی طرح Services provided by warehouses, depot was storages including cold storages اور اس کے نیچے 62 پر ہے Services provided by packers including holding and packing services یہ عام آدمی پر ہے کیونکہ جب آپ depots and cold storages پر ٹیکس لگائیں گے تو اُس جنس کی قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔یہاں پر آپ نے packing پر ٹیکس لگا دیا ہے تو میں اپنی بات کو short cut کرتے ہوئے یہ بات عرض کروں گا کہ یہاں پر بڑی بڑی باتیں ہوئی ہیں لیکن اس فنانس بل کے اندر عام آدمی کی مشکل اور پریشانی کو قطعی طور پر مدنظر نہیں رکھا گیا بلکہ اس میں indirect taxes کی بھرمار ہے اور ان indirect taxes کی وجہ سے عام آدمی کی زندگی پہلے سے زیادہ مشکل ہو جائے گی۔ حکومت کو اپنے قول وفعل کے اس تضاد کو ختم کرنا چاہئے اور اس طرح کا کوئی indirect tax نہیں لگانا چاہئے تھا۔آپ بڑے کاروباری لوگوں پر بھلے جتنے مرضی direct tax لگائیں لیکن اس نوع کے ٹیکسوں سے عام آدمی کی زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جائے گی اس لئے میں اس فنانس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے فنانس بل کے general principles پر بحث کرنے کی اجازت دی ہے۔اگر میں اس بل کو موت کے کنویں کے ساتھ define and describe کروں تو اس بل کی terms کی translation بڑی مضحکہ خیز ہے

اور یہ بل موت کے کنویں کے مطابق ہے۔Punjab Entertainment Duty Act 1950 میں well of death کی translation موت کا کنواں کی ہے۔The budget presented in is a bureaucratic budget یعنی یہ افسر شاہی کا بجٹ ہے اور tendency یہ ہے کہ یہ بجٹ عام آدمی کے لئے ایک سزا کی حیثیت رکھتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ سے عام آدمی effect ہوگا، اُس کو penalize کیا جائے گا اور یہ سارا بوجھ ایک عام آدمی پر پڑے گا۔ یہ بابوؤں کا بجٹ ہے کیونکہ یہ بجٹ میری بہن محترمہ وزیر خزانہ نے نہیں بنایا۔ انہوں نے تو صرف present کیا ہے اس لئے اب وہ اس کا دفاع کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں new taxes کی imposition بتانا چاہتی ہوں۔ حکومت نے بڑے بلند بانگ دعوے کئے کہ ہم نے new taxes impose نہیں کئے بلکہ tax base کو broaden کیا ہے میں اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کرتی کیونکہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ فنانس بل عام آدمی کو adversely effect کرے گا اور اُس کی آمدنی کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پنجاب سیلز ٹیکس کے اندر بہت ساری ایسی services add کی گئی ہیں جو 60 فیصد increase ہے اور اس سے inflation بڑھ جائے گی اور میں دوبارہ بھی یہ کہنا چاہوں گی کہ اس سے عام آدمی effect ہوگا۔ ہم نے construction پر ٹیکس لگا دیا ہے، ہم نے رکشوں پر ٹیکس لگا دیا ہے وہ ساری زندگی پیسے اکٹھے کرتا ہے، قرض لیتا ہے یا اُدھار لیتا ہے اور پھر وہ جا کر اپنے لئے ایک رکشا خریدتا ہے تاکہ وہ اپنی روز کی روٹی کھا سکے تو ہم نے اُس پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ٹیکس کو ختم ہونا چاہئے اور ان غریب لوگوں کے اوپر ٹیکس لگانے کی بجائے بڑے بڑے جاگیرداروں پر ٹیکس لگائیں۔

جناب سپیکر! گھروں کی رجسٹری پر tax increase ہو گیا اور خالی پلاٹوں پر ٹیکس بڑھا دیا ہے اسی طرح Power of Attorney and registry پر ایک ہی stamp لگے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہوگی اور اس سے عام آدمی کو بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ آپ نے a rate of fee of vehicles میں 1500cc up to 2000cc پر بھی 2 فیصد سے 3 فیصد ٹیکس کر دیا ہے۔ 1300cc گاڑی تو ایک عام آدمی کی گاڑی ہے تو اس پر اس ٹیکس کو کم کیا جائے اور بڑی گاڑیوں پر ٹیکس بڑھایا جائے۔ اس ٹیکس کی welfare organizations کو چھوٹ ملنی چاہئے وہ نہیں ہے، جیسے ایدھی ٹرسٹ یا شوکت خانم جیسے ادارے ہیں جو لوگوں کے لئے welfare کا کام کرتے ہیں اُن کے لئے اس میں exemption موجود نہیں ہے بلکہ حکومت نے یہ اختیار اپنے پاس رکھا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ

یہ اختیار اس ہاؤس کو ہونا چاہئے اور ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ کون سے معیار کے تحت حکومت اس میں چھوٹ دے گی۔ اسی طرح tax credit ختم کر دیا گیا ہے اور (b) Section-16 (a) or 16 کے تحت Punjab Sales Textile Services Act میں ٹیکس چھوٹ ختم کر دی گئی ہے، اسی طرح tax exemptions disallow کر دی ہیں۔ Double taxation میں وفاقی حکومت اُن چیزوں کو adjust کر لیتی تھی جہاں پر Punjab Sales Tax ہوتا تھا اور اب چونکہ adjustment withdraw ہو گئی ہے تو there are so many services جن پر double taxation ہو گی جس میں سے ہم 17 فیصد ٹیکس فیڈرل کو دیں گے اور 16 فیصد ٹیکس ہم پنجاب میں دیں گے اور اس طرح سے آپ نے double taxation کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اس سے قیمتیں بڑھ جائیں گی اور ultimately اس کا بوجھ consumer پر ہی پڑے گا۔ This is a classical example of taxation. 15 percent Federal sales tax, 16 percent provincial sales tax اور اُس کے بعد 10 percent holding tax تو اس طرح لوگ 43 فیصد ٹیکس دیں گے تو ہماری حکومت کو شرم آنی چاہئے جو یہ کہتی ہے کہ ہم نے tax ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ آپ غریبوں کا استحصال کرنے جا رہے ہیں کیونکہ یہ بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔ This is a very clear example of double taxation. بجٹ میں یہ regressive taxation ہے۔ Regressive taxation کا مطلب یہ ہے کہ یہ بڑے بڑے businesses کو hit کرے گا تو اس سے لوگ ٹیکس نہیں دیں گے اور حکومت کے service provider and service recipient دونوں اپنی transactions کو report ہی نہیں کریں گے تو حکومت ٹیکس لینے میں پھر ناکام ہو جائے گی۔

Mr Speaker! Punjab Revenue Authority has no legal entity because Board of Directors yet to be constituted. This shows lack of interest in making the system efficient and judicious.

جناب سپیکر! یہ میں نہیں کہہ رہی

> No efforts have been made to rectify the Punjab Revenue Authority on the basis of the Judgement of Justice Mansoor Ali Shah.

جناب سپیکر! جس کی وجہ سے بجائے اس کے کہ آپ اس کو rectify کرتے آپ ترامیم کے ذریعے اس کو justify کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت سی litigations ہیں۔

> Infact which has lead to a lead of litigations regarding the income to be determined under section 23 of the Constitution assigned to the Provinces and entitled as services. PRA makes tax adjustments according to their own discretion.

جناب سپیکر! ان کے پاس یہ صوابدیدی اختیار ہے کہ وہ ٹیکس کو کم کر سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت زیادہ ہیں لوگوں کا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ tax assessing officers کے پاس کوئی credibility اور accountability نہیں ہے اس لئے لوگ ٹیکس نہیں دیتے اور شوکت خانم اور ایدھی ٹرسٹ جیسے اداروں کو دیتے ہیں۔ ایسے اداروں کو لوگ بہت پیسے دیتے ہیں۔ حکومت لوگوں سے ٹیکس اکٹھا کرنے میں کیوں فیل ہو گئی ہے؟ اس لئے فیل ہو گئی ہے کہ لوگوں کا اعتبار حکومت سے اُٹھ گیا ہے۔ PRA has no capacity to check inflows and outflows of the services ان کے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ وہ inflows and outflows کو check کر سکیں پھر deficit trust ہے there is no trust in this organization یہاں اعتماد کا فقدان ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ proposals اور suggestions دینا چاہتی ہوں اور There should be a system and this House has the discretionary powers اس ہاؤس کی یہ صوابدید ہے کہ وہ اس سسٹم کو بنائے۔ All changes in the rate of taxation in PRA should be brought to the Assembly اور ٹیکسوں کو کم کیا جائے۔ So that the people pay tax rather than to avoid paying taxes.

جناب سپیکر! وہی پرانی کہانی ہے کہ ہر دفعہ فنانس بل پر ہم بات کرتے ہیں کہ اس بل میں جو امیر آدمی ہے یعنی جو rich landlord ہے جس کے پاس بڑے بڑے بنگلے ہیں، بڑے بڑے فارم ہاؤسز ہیں، بڑی بڑی گاڑیاں ہیں ہم نے ان کو اس بل سے نکال دیا ہے۔ یہ بل صرف غریب لوگوں کے لئے ہے۔ یہ بل رکشا والوں کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے جو بے چارے بڑی محنت سے پیسا کماتے ہیں۔ ہم نے بڑی بڑی مچھلیوں کو اس بل میں چھوٹ دے دی ہے۔

In the wake of 18th Constitutional amendment progressive taxes that is Wealth Tax, Capital gain tax and immovable property tax estate duty known as inheritance tax in the west and gift tax are with the province of the Punjab and other Provinces but no interest has been shown to rectify this.

اس پر عملدرآمد کرانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

Mr Speaker! Punjab Government has not taken fundamental reforms and has not done fundamental reforms to merge this tax departments.

جناب سپیکر! ہمارے پاس اس وقت تین ڈیپارٹمنٹ ہیں جو ٹیکس اکٹھا کر رہے ہیں جس میں پنجاب بورڈ آف ریونیو ہے، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ہے اور پنجاب ریونیو اتھارٹی ہے۔ حکومت نے کوئی کوشش نہیں کی کہ ان تینوں اداروں کو merge کیا جائے اور one window facility عوام کو دی جائے تاکہ double taxation سے avoid کیا جا سکے اور لوگوں کو بھی tax net میں لایا جا سکے۔ اس طرح merge کرنے سے حکومت کے اخراجات جو ان تینوں محکموں پر ہوتے ہیں ان کو بھی کم کیا جا سکے گا اور حکومت کا بوجھ بھی کم ہو گا اور لوگوں کو بھی سہولت ہو گی اور انہیں one window facility ملے گی۔

جناب سپیکر! death well of end the in موت کا کنواں very a not is good translation میں اس کے لئے تجویز کرنا چاہتی ہوں کہ آپ اس کو death well کہیں اور اسے استعمال کرنا چاہئے اور یہ بل جو ہم نے پیش کیا ہے۔

This is not less than a death well for the people of Punjab

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہان بنایا گیا۔(بے شک)

جناب سپیکر! فنانس بل کے حوالے سے چند گزارشات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا تاکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس حوالے سے جو اپوزیشن کے خدشات اور اعتراضات ہیں ان کا مناسب جواب ہمیں مل سکے۔

جناب سپیکر! بجٹ 17-2016 کے اندر صفحہ نمبر 27 پر بجٹ تقریر کے سیریل نمبر 68 کے مطابق منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ "پنجاب حکومت نئے ٹیکس لگانے کے بجائے ٹیکس دہندگان کی تعداد میں اضافے اور محصولات کے نظام کو کرپشن سے پاک کرنے کے لئے اقدامات پر حکومت یقین رکھتی ہے۔ چنانچہ حکومت نے آئندہ برس کے بجٹ میں پراپرٹی ٹیکس کے دائرہ کار کو گھروں سے بڑھا کر پلاٹوں تک وسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان اقدامات سے جہاں زمینوں کی قیمتوں میں مصنوعی اضافے کا سدّباب ہوگا وہاں پلاٹوں کی خرید وفروخت میں سٹے بازی کے رجحان کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی۔ اسی طرح سیلز ٹیکس کے دائرہ کار کو بڑھا کر اس میں بعض نئی خدمات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔" میری فنانس بل پر جتنی بھی بحث ہے وہ اسی پیرا کے اوپر ہے۔ انہوں نے اس میں جو فرمایا ہے اس کے مطابق میں کوشش کروں گا کہ اس کو آگے لے کر چلا جائے تاکہ عوام الناس کو پتا چل سکے کہ حکومت نے جو اعلان کیا تھا اس کے برعکس جب فنانس بل اسمبلی میں پیش کیا گیا تو اس میں ٹیکسوں کو کس طرح لایا جا رہا ہے۔"

جناب سپیکر! جہاں پر energy crisis اور دوسرے معاملات ہوں جو حکومت کو وراثت میں ملے یا جو بھی سلسلہ ہے اس پر حکومت کوشش کر رہی ہے ہم ان نعروں کی طرف نہیں جاتے اور وہ باتیں نہیں کرتے جو حکومت کرتی رہی ہے۔ میں صرف فنانس بل پر ہی بات کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر! فنانس بل میں پراپرٹی کے حوالے سے جو ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اس میں حکومت نے جو بل introduce کرایا ہے اس میں مختلف کلاز ہیں۔ میں وہ پڑھوں گا law of stamp کے اندر اس کی تشریح بھی موجود ہے اس کے مطابق میں اس کو سامنے بھی رکھوں گا اور جو نیا ٹیکس حکومت introduce کرا رہی ہے اس پر بھی بات کروں گا۔

جناب سپیکر! حکومت نے جو amendment introduce کرائی ہے کہ:

Amendment in Act II of 1899.- (1) In the Stamp Act,(II of 1899)

(a) In section 27-A, in sub-section (1), for the expression Article 23, 27-A, 31, 33 or 63 the expression Articles

23,27-A,31,33,48(b), 48-(bb), 63 or 63-A shall be substituted;

جناب سپیکر!اب گزارش یہ ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ نے یہ تمام articles پڑھے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ انہیں ان آرٹیکل نمبرز23،27(a)،31،22اور63کے بارے میں قطعاً پتا نہیں ہوگا کہ وہ کیا ہیں؟ان کو فنانس ڈیپارٹمنٹ اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے بنا کر دیا اور انہوں نے اسے اسمبلی میں پڑھ دیا۔اب بات یہ ہے کہ پراپرٹی کے لین دین پر آپ ٹیکس کی مد میں زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگاتے جائیں گے،آپ نے اپنے ٹیکس کے وہ معاملات نہیں دیکھے کہ جن کی بناء پر آپ کو ٹیکسز کم اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آڈیٹر جنرل کی جو رپورٹس ہیں ان کے مطابق آپ کچھ دیکھ نہیں رہے اور آپ نئے ٹیکسز لگانے کے چکر میں آگے کی طرف بڑھے ہیں۔

جناب سپیکر!اب فنانس بل میں ایک بات انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہی کہ مصنوعی اضافے کا سد باب ہوگا یعنی پراپرٹی کی مصنوعی value کا سد باب ہوگا۔ مجھے یہ بتائیں جو ڈسٹرکٹ کلکٹر ہے جس کو ہم DC value کہتے ہیں،آپ اس کا پہلے تین سال بعد evaluation table change کرتے تھے لیکن اب اس کو آپ ہر سال change کر دیتے ہیں،ہر سال قیمت بڑھا دیتے ہیں، قیمت بڑھانے کی وجہ کیا ہوتی ہے اور قیمت بڑھانے کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسٹامپ کی ڈیوٹی میں revenue collect کیا جائے۔اب کتنے فیصد کس لحاظ سے revenue collection ہوتی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو پتا چلے کہ حکومت کی زیادہ تر taxation کس چیز پر ہے؟ اگر ہم بجٹ کی ان receipts کو دیکھیں تو اس پر جو گورنمنٹ ٹیکس اکٹھا کرتی ہے،provincial receipts for Board of Revenue Department کی طرف سے میرے پاس receipts موجود ہیں ان کے مطابق registration fee کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا ہوتا ہے وہ 17فیصد ہے۔Stamp duty کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا ہوتا ہے وہ32فیصد ہے،CVT کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا ہوتا ہے وہ12فیصد ہے،ایگریکلچر پر3فیصد انکم ٹیکس ہے اور جو mutation fee ہے وہ36فیصد ہے۔

جناب سپیکر!یہ پائی چارٹ show کر رہا ہے کہ حکومت کس طرح سے ٹیکس اکٹھا کر رہی ہے؟ اب اس میں جو بات کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے آرٹیکل33کے تحت یہ sale deed ہے۔پھر آرٹیکل27(a) کے مطابق وہ decree ہے۔آرٹیکل 31 کے تحت تبادلہ ہے۔آرٹیکل33حبہ جو ہم کرتے ہیں،وہ ہے۔آرٹیکل transfer 63 ہے اور یہ اختیار حکومت نے2008 میں سوسائٹیز کو دے

دیا، ڈی ایچ اے کو دے دیا، کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو اور دوسری سوسائٹیز کو دے دیا یعنی آپ نے اپنے functions کو انہیں دے دیا۔ اب آپ کے جو اپنے function ہو رہے ہیں جن کے تحت آپ سارے سسٹم کو لے کر چل رہے ہیں، اس میں آپ نے E-stamp paper جو بھی introduce کروایا اور گوجرانوالہ سے اس کا آغاز کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اچھی بات ہے لیکن آپ نے کلی اختیارات ڈی ایچ اے سے لے کر کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی تک کو دے دیئے تو وہاں پر جو جعلی stamp paper جمع ہوتا ہے اس کو کبھی check کیا گیا ہے تو اس کا جواب ہے کہ نہیں، کیونکہ حکومت کے پر ڈی ایچ اے میں جا کر جلتے ہیں، آپ آج تک وہاں پر اس حوالے سے آڈٹ نہیں کر سکے۔ آپ کے اپنے پنجاب کے اندر جتنے بھی ٹاؤن اور تحصیلیں ہیں جن کے اندر آپ کے سب رجسٹرار بیٹھے پیپر کی رجسٹریشن کر کے اس کی mutation کرتے ہیں اس کے اندر کبھی آپ نے گھپلے دیکھے ہیں، کبھی آپ نے سوچا ہے کہ وہاں پر کیا کچھ ہو رہا ہے؟ وہ سب کچھ اس کتاب کے اندر ہے اور اس کتاب میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حکومت کس طرح سے ناکام ہوئی ہے؟ آپ کے اپنے پہلے سے جو ٹیکسز موجود ہیں ان کو تو آپ اکٹھا نہیں کر سکے اور اگلا ٹیکس آپ لگانے چلے ہیں۔

جناب سپیکر! اس فنانس بل کے اندر جو قابل غور بات ہے وہ 48(B) and 48(BB) ہے اس پر اب میں بات کروں گا لیکن اس سے پہلے یہ بات کرنا بھی ضروری ہے کہ جو ٹیکسز آپ نے پہلے سے عوام پر لگائے ہوئے ہیں، آپ کے محکمے کے اندر کتنی capacity تھی کہ آپ نے اس کو justify کیا اور ان ٹیکسز کو آپ نے collect کیا ہے۔ آپ کی اپنی رپورٹس کے مطابق اگر ہم لاہور کو یا اس کے قرب و جوار میں جو شہر ہیں ان کو دیکھیں تو یہ بات بہت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ حکومت tax collection میں بُری طرح ناکام ہو گئی ہے۔ اب یہاں پر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق جو ریونیو آپ نے اکٹھا کیا وہ اس target سے تقریباً 4 سے 6 فیصد کم ہے جو آپ نے target fix کیا تھا اور جو آپ نے target fix کیا وہ 31 ہزار 262 ملین تھا جبکہ حقیقت میں اس میں سے آپ 29 ہزار 438 ملین collect کر سکے ہیں۔

جناب سپیکر! کیا آپ نے اپنے ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھا ہے کہ جو ٹیکسز کم اکٹھے ہوئے ہیں اور نئے ٹیکسز کی طرف ہم جا رہے ہیں، پہلے ہم اپنے ہاؤس کو in order کر لیں، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو in order کر لیں، وہاں پر اصلاحات لے آئیں، وہاں پر اس طرح کے معاملات کر لیں کہ آنے والے

وقت میں بہتر سے بہتر tax collect ہو سکے؟ اس طرف تو آپ گئے نہیں، آپ ایک نئے ٹیکس کی طرف چلے گئے، آپ سے یہ برداشت نہیں ہوا اور آپ نے 48(B) and 48(BB) introduce کروادیا۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس سے پہلے power of attorney جس کو اردو میں مختار نامہ بولتے ہیں وہ ایک بندہ اپنی بیوی، بچوں اور اپنے first blood کو دے سکتا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہو گیا ہے لیکن اب جس بندے کا بہن بھائی نہیں ہے اور فرض کریں کہ وہ ملک سے باہر بیٹھا ہوا ہے جب وہ power of attorney کسی کو دیتا ہے power of attorney does not mean کہ اس نے اسے بیچ دیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے power of attorney جو اس کو دی ہے تو اس کو right دیئے ہیں کہ وہ پراپرٹی بیچ دے اور اس کے عوض جو رقم آئے گی وہ لے لے لیکن یہاں پر بھی آپ نے اس پر ٹیکس لگادیا۔ Already حکومت نے جو ٹیکسز لگائے ہوئے ہیں اس کی تھوڑی سی جھلک میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ کے جو ٹیکس ہیں وہ بتا دیتا ہوں، جو صوبائی گورنمنٹ کے ٹیکس ہیں وہ بتا دیتا ہوں اور جو ان کے علاوہ ٹیکسز عوام دیتی ہے وہ بھی میں بتا دیتا ہوں۔ Withholding tax کسی بھی پیپر کی mutation پر اور رجسٹری پر 2 فیصد دیتا ہے، Gain tax آدھا فیصد دیتا ہے یہ فیڈرل لاء کے تحت جو ٹیکسز ہیں، وہ دے رہے ہیں۔ اب Provincial Law کے تحت جو ٹیکسز ہیں وہ stamp duty تین فیصد ہے۔ پھر Capital Value Tax جس کو CVT بولتے ہیں، وہ 2 فیصد ہے۔ پھر Transfer of Property Tax(TPT) ہے، وہ ایک فیصد ہے اور registration fee جو کہ fix ہے وہ ایک ہزار روپے ہے۔ اب جو ان کو ہم اکٹھا کرتے ہیں تو اڑھائی فیصد تو فیڈرل گورنمنٹ کو چلا گیا اور 6 فیصد سے زائد صوبائی گورنمنٹ کو چلا گیا اور پھر درمیان میں جو پراپرٹی ڈیلر ہے جو کہ دو پارٹیز کے درمیان deal کرواتا ہے وہ بھی ایک یا دو فیصد لے جاتا ہے، یہ ٹیکس گیارہ فیصد تو بن ہی گیا ہے یعنی آپ already گیارہ فیصد ٹیکس لے رہے ہیں تو اب آپ نے 48(B) and 48(BB) لگا کر یعنی اگر وہ مختار نامہ لے تو 5 فیصد ٹیکس دینے کا bound ہو گیا تو 2 فیصد وہ CVT دے گا اور 3 فیصد وہ stamp duty دے گا۔ اگر کسی کا بہن بھائی نہیں ہے تو وہ کیا کرے، اگر کوئی اوورسیز پاکستانی ہے اور یہاں پر اگر کسی کو power of attorney دے دیتا ہے تو کیا یہ double taxation نہیں ہے کیا اس سے جرم ہو گیا کہ اس نے اپنے اختیارات کسی کو دیئے اور آپ سے یہ بھی برداشت نہیں ہوا، بجائے اس کے کہ آپ اپنے ہاؤس کو، ریونیو اور BOR کو in order کرتے، اس کے معاملات کو ٹھیک کرتے،

اس کے اندر اصلاحات لاتے اور ان تمام ٹاؤنز اور تحصیلیں جن کا آپ نے آڈٹ کیا ہوا ہے ان پر ایکشن لیتے جن کو میں آگے جا کر اس کی تفصیل بیان کروں گا کہ آپ نے اس پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے اور یہ سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ ایک بندہ جس کو power of attorney ملی ہے اور وہ پراپرٹی کسی کو بیچ رہا ہے اور جو خرید رہا ہے وہ تو آپ کو پورا ٹیکس دے رہا ہے یعنی ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی پر تقریباً 10 سے 11 فیصد ٹیکس تو پہلے ہی لیا جا رہا ہے اب اس پر اگر آپ کسی کو مختار عام دیں گے تو 2 اور 3 فیصد ٹوٹل پانچ فیصد ٹیکس وہ دے اور جب مختار عام سے مختار خاص ہو جائے تو پھر وہ 5 فیصد دے اور جب وہ کسی کو بیچے تو پھر وہ 11 فیصد ٹیکس دے۔ یہ تو حد ہو گئی ہے بھئی یعنی اس کا مطلب یہ ہے جیسا کہ منسٹر صاحبہ نے بجٹ تقریر میں فرمایا کہ پراپرٹی کی جو مصنوعی value ہے اس کا ہم سدّباب کرنا چاہتے ہیں یہ مصنوعی value کیسے سدباب ہوئی جب ایک بندہ اتنا ٹیکس دے گا تو وہ ٹیکس اس پراپرٹی کے اوپر ہی پڑے گا کہ اگر ایک پراپرٹی پہلے ایک کروڑ کی تھی اب وہ ایک کروڑ 11 لاکھ روپے کی ہو گئی۔

جناب سپیکر! جب آپ نے power of attorney دی تو وہ ایک کروڑ 21 لاکھ روپے کی ہو گئی، اگر مختار خاص دے تو وہ بڑھ کر ایک کروڑ 31 لاکھ روپے کی ہو گئی تو جو اس سے آگے لے کر بیچے گا وہ بھی زیادہ مانگے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو Clause آپ اس میں add کرنے جا رہے ہیں، یہ انتہائی ناانصافی ہے۔ آپ کے ملک کے اندر جو پراپرٹی کا بزنس اور معاملات ہیں اس سے آپ major revenue کا chunk لے رہے ہیں، یہ book بھی کہتی ہے اور جو آپ کی بجٹ تقریر ہے اس میں بھی شامل ہے۔ کیا آپ اس کو روکنا چاہتے ہیں، کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ کاروبار رُک جائے؟ بجائے اس کے کہ آپ انویسٹر کو facilitate کریں۔

جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بتایا کہ آپ نے 2008 کے تحت جو stamp paper duty کی مد میں اختیارات کو اٹھا کر سوسائیٹز، کوآپریٹو سوسائٹیز اور ڈی ایچ اے کو دے دیئے ہیں اور آپ نے کبھی ان کا آڈٹ نہیں کیا جب آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ کا آڈٹ کرتے ہیں تو اس کے اندر آپ کو کھلے نظر آتے ہیں، جب کھلے نظر آتے ہیں تو وہ آپ سے cover نہیں ہوتے پھر آپ اس چیز کو چھوڑ کر باقی چیزوں کی طرف دھیان دینا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ جو double taxation کی ترمیم لا رہے ہیں اس حوالے سے میری request ہو گی کہ please اس کو دوبارہ consider کیا جائے تاکہ ان معاملات کو رُوکا جاسکے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسی مد میں آپ نے 100 روپے per square fit CVT کے حوالے سے جو ٹیکس لگایا ہوا تھا اس کو پچھلے دنوں ہائی کورٹ کے بنچ نے کالعدم قرار دے دیا ہے، یہ بات میں مختار نامے یعنی power of attorney پر بات کر رہا ہوں۔ آپ نے ہائی کورٹ کے decision کو سامنے نہیں رکھا جبکہ فنانس بل میں آپ نئی ترمیم 48(B) and 48(BB) insert کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ جب ٹیکس لگا رہی ہے تو وہاں بنچ کا جو فیصلہ آیا تھا اس کو سامنے رکھ لیا جاتا کیونکہ ہائی کورٹ بنچ میں کافی discussion ہوئی ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے شہری علاقوں کے اندر پراپرٹی کے لین دین پر جتنے بھی سارے ٹیکس لگائے ہیں لیکن دیہی علاقوں میں جب بھی کسی زمین کی خرید وفروخت ہوتی ہے تو اس کے اوپر کوئی CVT نہیں لگتا۔ حال ہی میں قصور سے بھی دو موضع جات لاہور کی طرف shift کئے گئے ہیں جسے دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ضرورت پڑ گئی کہ لاہور کو مزید آگے کی طرف بڑھایا جائے؟ ویسے یہ بھی ایک بات ہے کہ ان موضع جات میں بھی کوئی CVT نہیں ہے۔ آپ CVT اور mutation کی مد میں جو پیسے لے رہے ہیں اور ریونیو وہاں سے major chunk آ رہا ہے تو آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال 2015 کے صفحہ نمبر 36 کے مطابق یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

> Loss due to non-payment of mutation fee on oral sale of rural land Rs: 67.99 million.

جناب سپیکر! آپ آگے ٹیکس کو بڑھانے کی بات کر رہے ہیں لیکن پیچھے نہیں دیکھ رہے کہ ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ کے اندر کمیوں کوتاہیوں کو دُور کر لیں۔ اسی طرح non short recovery of Capital Value Tax CVT جس پر گورنمنٹ کو 54.49 ملین کا نقصان ہوا ہے اور یہ صفحہ نمبر 37 پر ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر 38 میں ہے کہ:

Loss due to non-recovery of the capital value tax on power of attorney Rs: 20.44 billion.

جناب سپیکر! یہ ان تمام چیزوں کی نشاندہی ہے جو آڈیٹر جنرل نے کی ہے تاکہ گورنمنٹ اپنی صفحوں کو ٹھیک کرے لیکن بجائے یہ کرنے کے گورنمنٹ کو کوئی نہ کوئی کان میں مشورہ دے دیتا ہے کہ کس طرح سے آپ نے غریب عوام کو قابو کرنا ہے اور ذرا سا کوئی کاروبار پھلنے پھولنے لگتا ہے تو حکومت سوچنا شروع کر دیتی ہے کہ اس پر ٹیکسیشن کس طرح سے کرنی ہے، کس طرح سے غریب آدمی کی ٹانگیں کھینچنی ہیں اور کس طرح سے زیادہ سے ٹیکس اکٹھا کرنا ہے؟

Mr Speaker! Loss of stamp duty registration fee and capital value tax duty the under valuation of the urban land Rs: 10.40 million

جناب سپیکر! جو کہ صفحہ نمبر 40 پر ہے جبکہ اسی طرح دوسرے معاملات میں بھی انہوں نے اپنی ایک لمبی آڈٹ رپورٹ دی ہے اور بیان کیا ہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب آپ ٹیکسوں کا دائرہ کار اس لحاظ سے بڑھائیں گے تو پھر وہ کون سے معاملات ہوں گے جن کے تحت غریب آدمی کوئی کاروبار کر سکے یا وہ کوئی اور سلسلہ کر سکے؟ اب حکومت اس فنانس بل کے ذریعے پراپرٹی کے اوپر بھی ٹیکس لگا رہی ہے۔ اسی اسمبلی نے غالباً 2004 کے اندر پانچ مرلہ مکانوں کے اوپر پراپرٹی ٹیکس ختم کر کے پبلک کو facilitate کیا تھا لیکن انہوں نے 2008 کے اندر بھی اور اس کے بعد بھی اس facility کو ختم کر کے پانچ مرلے کے گھروں پر دوبارہ نئے سرے سے پراپرٹی ٹیکس لگا دیا جبکہ آہستہ آہستہ یہ ٹیکس آگے کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اور اس کی value بڑھتی جا رہی ہے۔ غریب آدمی جس کے پاس پانچ مرلے کا مکان، اب تو خیر وہ بھی اس کا خواب بن گیا ہے کہ پانچ مرلے کا مکان وہ کس طرح لے گا؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی غریب آدمی پانچ مرلے کا گھر لے سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر Amendment in Act V of 1958 آپ نے پنجاب کے law کے مطابق جب Amendment کی جسے یہاں پر introduce کروا رہے ہیں، اس کے مطابق

In section 2 after Clause (a) the following new Clause AA shall be inserted: building and lands including vacant plots or a partial or portion there of having fixed boundaries intended for this specific purpose including residential, commercial or industrial use.

جناب سپیکر! جب پہلے آپ نے اس میں insert کیا ہوا تھا تو اب زبردستی اسے اس بل کے اندر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی بندہ خالی پلاٹ بھی لے لے اور اس کی چار دیواری ہو، یہاں پر چار دیواری نہ ہو تو ویسے ہی اگلے دن پتا چلتا ہے کہ پلاٹ A کا تھا جو B کے پاس چلا گیا ہے۔ اوورسیز پاکستانی جو اپنا ٹوٹل سرمایہ بھیجتے ہیں جن کی remittance سے یہ ملک چل رہا ہے اور سارے معاملات چل رہے ہیں۔ اگر وہ ایک خالی پلاٹ لے کر چھوڑ جائے یا یہاں پر جو بندہ پلاٹ لے لیتا ہے تو آپ اس پر بھی ٹیکس لگا رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں نہیں وہ بھی ٹیکس دے گا۔ فرض کریں کہ ایک آدمی نے plan کیا ہے کہ دو، چار یا پانچ مرلے کا پلاٹ لے کر رکھ دیا ہے اور کہتا ہے کہ آنے والے دو، چار، چھ سالوں میں اسے بنالوں گا یا کوئی افسر اپنی تنخواہوں کو اکٹھا کر کے پلاٹ لے لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جب میں ریٹائر ہوں گا تو مجھے کچھ پیسے ملیں گے تو اس کے اوپر بلڈنگ بنالوں گا لیکن حکومت سے یہ بھی نہیں دیکھا گیا اور وہ کہتی ہے کہ نہیں، خالی پلاٹ کے اوپر بھی ٹیکس لگے گا۔

جناب سپیکر! اب مجھے یہ بتائیں کہ ایل ڈی اے ایک کاروبار کرتا ہے، ڈی ایچ اے کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں، ایل ڈی اے کی سکیموں کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں، کوآپریٹو سوسائٹیز کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں، لاہور کے اندر کتنے پلاٹ خالی ہیں اور باقی جگہوں پر کتنے پلاٹ خالی ہیں؟ کیا سب کے اوپر اسی حوالے سے اسی طرح سے tax impose ہوگا، کیا آپ کے پر تو نہیں جلیں گے کہ ڈی ایچ اے میں جا کر کہیں کہ خالی پلاٹ کے اوپر ہمیں ٹیکس دیں، کیا کوآپریٹو سوسائٹیز کے اندر آپ بے بس تو نہیں ہو جائیں گے کہ وہاں پر جا کر کہیں کہ ہمیں ٹیکس دیں اور کیا یہ صرف open areas کے لئے ہے جہاں ایل ڈی اے کی jurisdiction آتی ہے اور جہاں پر غریب آدمی رہتا ہے کیا یہ صرف انہی کے لئے ہے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے کہ خالی پلاٹوں کے اوپر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ دو سال کے اندر اندر تعمیر کرنا ہے یا اس کے اوپر کوئی سلسلہ کرنا ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ Bill introduce کروانے سے پہلے کم از کم اسمبلی کے اندر ترمیم کی شکل میں لے کر آئیں پھر اسے introduce کروائیں جس پر سیر حاصل بحث ہو اور اپوزیشن اپنی reservation حکومت کے سامنے رکھے تو consensus کے ساتھ کوئی اس طرح کا طریقہ بنایا جائے تاکہ ہم maximum غریب عوام جو دو، اڑھائی، تین مرلے کی capacity رکھتی ہے، ہم اسے facilitate کر سکیں۔ آپ نے revenue کے portion کو زیادہ رکھنے کے لئے فنانس بل کے اندر جلدی سے ڈال دیا ہے اور کہا ہے کہ جلدی جلدی یہ ڈال دیا جائے اور ایک ہی مرحلے میں اسے پاس کر دیا جائے۔ غریب

عوام کا خون ہم نے چوسنا ہے جسے ہم پہلے بھی چوستے رہے ہیں اور ہم نے پورا plan کیا ہے کہ اب ہم نے خون چوس کر ہی رہنا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم یہ پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے بھی دیکھ لیں کہ آپ کے ٹیکسیشن کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے جو پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے معاملات دیکھ رہا ہے، اس کی آڈٹ رپورٹس جب ہم پڑھتے ہیں تو اس کے اندر بھی کافی irregularities دیکھنے میں آرہی ہیں کہ کس طرح سے آپ کا ٹیکس اکٹھا نہیں ہو رہا، کس طرح سے آپ پبلک کو تنگ کر رہے ہیں اور کس طرح سے آپ کے افسران کی نااہلی ہے کہ حکومت کی direction کے باوجود ٹیکس اکٹھا نہیں ہو رہا۔ اگر میں اسے page wise پڑھنے کی کوشش کروں تو وقت بہت لگے گا تو اس رپورٹ میں آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے چند موٹی موٹی باتیں کی ہیں جنہیں میں تھوڑا سا بیان کر دیتا ہوں تاکہ وہ ریکارڈ کا حصہ بن جائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ صرف کتاب آپ ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے، کیا ان کے پاس یہ کتاب نہیں ہے؟ آپ صفحہ نمبر بتا دیں وہ بھی آپ کو پڑھ کر بتا دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چلیں، آپ بتا دیں جن کے پاس یہ کتاب ہے؟ آپ صفحہ نمبر 18 non realization of the income tax on the commercial vehicles گاڑیوں کے بارے میں بھی جو پیرا آپ کا شروع ہو رہا ہے اس کے متعلق ہے۔ اس کا صفحہ نمبر 19 بھی ہے جو 2015 کی آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ ہے۔

> Loss of the property tax due to non-consolidation of the property units Rs. 2.49 millions

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر 8 کے علاوہ صفحہ نمبر 9 پر بھی

> Non realization of the 15 percent Provincial Government share of the property tax Rs: 89.59 million etc

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ 2008 میں بھی موجودہ پارٹی کی ہی یہاں پر حکومت تھی تو جب آپ نے گاڑیوں کے اوپر ٹیکسز لگائے تھے جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنی گاڑیوں کی اسلام آباد سے رجسٹریشن کروانی شروع کر دی تھی تاکہ وہ ٹیکس سے بچ جائیں۔ اب آپ نے یہی کیا ہے کہ عام آدمی جس کے پاس ایک چھوٹی گاڑی ہوتی ہے تو کم از کم اس کا تھوڑا سا خیال کر لیں باقی اس کے بعد دیکھ لیں۔ آپ زیادہ ٹیکس لگائیں گے تو وہ جا کر اسلام آباد سے رجسٹریشن کروا لیتے ہیں تو کیا اسلام آباد میں گاڑیوں کے

اوپر ٹیکس کا rate یہی ہے؟ Answer is no, Answer is no پہلے بھی آپ نے 2008 کے بعد جو معاملات کئے تھے اس کے بعد بھی گاڑیاں وہاں پر جاتی رہیں اور وہاں سے نمبر لگوانے کے بعد پنجاب میں گاڑیاں گھومتی رہیں اور سارا کچھ ہوتا رہا لیکن اب پھر آپ نے لمبا چوڑا یہاں mention کر دیا ہے اور یہ نہیں دیکھا کہ لوگوں کے پاس بھی یہ option ہے کہ ایک پاؤں ادھر رکھیں تو راولپنڈی ہے اور دوسرا پاؤں اُدھر رکھیں تو اسلام آباد ہے جہاں سے لوگ رجسٹریشن کروا کے واپس آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ غریب آدمی کی سواری کے اوپر بھی ٹیکس لگا رہے ہیں اور آپ کو چاہئے تھا کہ اسے کم کرتے۔ جب تک حکومت کسی ایسی solid policy کو نہیں لے کر آتی جس کے تحت لوگوں کو عام سواری مہیا ہو سکے۔ جو لوگ ٹرانسپورٹ چلاتے ہیں، رکشا چلاتے ہیں یا چھوٹی ٹیکسی چلاتے ہیں یا کوئی دوسرے معاملات ہیں تو اس کے اوپر ٹیکس کم کریں لیکن آپ نے ٹیکس زیادہ کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غریب آدمی کے خون نچوڑنے کا کام آپ نے اس فنانس بل کے اندر کیا ہے تو ماشاء اللہ انا للہ وانا الیہ راجعون والا کام ہے۔ منسٹر صاحبہ یہاں پر تشریف رکھتی ہیں تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ B-48 اور BB-48 کے اوپر consider کیا جائے اور مہربانی کرتے ہوئے اسے ختم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے خالی پلاٹوں اور پانچ مرلے سے بھی کم گھروں کے اوپر پراپرٹی ٹیکس لگانے کا پروگرام بنایا ہے تو مہربانی کر کے اسے بھی withdraw کیا جائے تا کہ اس ملک کے اندر پراپرٹی کا جو کام چل رہا ہے وہ بھی بہتر انداز میں ہو سکے اور جو غریب آدمی کوئی چھوٹا موٹا پلاٹ لے لیتا ہے، اسے بھی سکون ہو کہ وہ بھی بہتر انداز میں اپنے معاملات کو آگے کی طرف لے جا سکے کیونکہ وہ اپنی زندگی کی جمع پونجی سے دو یا تین مرلے کا گھر بمشکل بناتا ہے جہاں پر سانس لینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ دو مرلے کے گھر میں ایک کمرہ نیچے ہوتا ہے اور ایک کمرہ اوپر ہوتا ہے اور آپ سے وہ بھی نہیں دیکھا جا رہا۔ حکمران جو ہزاروں ایکڑ کے محلات میں رہ رہے ہیں اور شاہی زندگی گزار رہے ہیں، جو بادشاہوں کی زندگی گزار رہے ہیں جہاں پر عوام کے اربوں روپے سے دیواریں کھڑی کی جا رہی ہیں جہاں پر آپ کیمرے لگا رہے ہیں، جہاں پر آپ فلڈ لائٹ لگا رہے ہیں، جہاں پر آپ سکیورٹی دے رہے ہیں جہاں پر پوری کی پوری سڑک بند کر رہے ہیں اور آپ تمام وسائل اس جاتی امرا کی طرف لے کر جا رہے ہیں تو اس دو مرلے کے پلاٹ پر جو گھر بنانا چاہتا ہے اس کی طرف بھی مہربانی کر کے دیکھ لیں۔ آپ اسے دیکھ لیں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ آپ باتیں بڑی بڑی کرتے ہیں کہ ہم ظلم کو نہیں مانتے اور فلاں کو نہیں مانتے لیکن اس ملک کے اندر آپ سے بڑا ظالم کون ہے؟ آپ سے بڑے ظلم اس ملک کے اندر کس نے کئے

ہیں ؟آپ نے لوگوں کو ٹیکسوں کے دباؤ تلے دبا کر مار دیا ہے اور یہ ایک ظالمانہ ٹیکس ہے اور میری گزارش ہو گی کہ اسے withdraw کیا جائے۔ شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں کیونکہ آپ نے object نہیں کیا تھا۔ آگے آپ کو بات کرنے کا موقع ملے گا اس لئے آپ اس وقت بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس پر ڈاکٹر صاحبہ کیوں نہیں بات کر سکتیں ؟

جناب سپیکر: اس حوالے سے کوئی precedent نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جس طرح ذاتی پراپرٹی دھرنے کے لئے پراپرٹی کا ریکارڈ جلا دیا گیا تھا اسی طرح اسمبلی کا ریکارڈ بھی جلا دیا جائے تاکہ اس طرح کا precedent نہ رہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! precedent ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ Please Relevant

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جتنی دیر میں ہم نے یہ بات کی ہے اتنی دیر میں محترمہ نے بات کر لینی تھی۔

جناب سپیکر: انہوں نے oppose نہیں کیا اگر انہوں نے oppose کیا ہوتا تو پھر میں انہیں بات کرنے کی اجازت دیتا یا تو آپ پہلے ترمیم دیتے۔ دیکھیں یہ مناسب نہیں ہے۔ میاں صاحب! میں نے آپ تینوں صاحبان کو اجازت دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب precedent موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں میرے علم میں جب آپ کے بارے میں آیا تو میں نے آپ کو بھی اجازت دے دی کہ آپ کھڑے ہوئے تھے لیکن دو صاحبان جنہوں نے oppose کیا تھا میں نے انہیں اجازت دے دی۔ آپ کو بھی میں نے اجازت دے دی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جتنی دیر ہم نے بات کی ہے دو منٹ میں محترمہ نے اپنی بات مکمل کر لینی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اچھا نہیں لگتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے ایک بندہ دو دن تیاری کر کے آتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر تیاری کرنی تھی تو آپ نے ترمیم دینی تھی۔ آپ نے ترمیم بھی نہیں دی۔ آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! Money Bill میں تو ترمیم آتی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ اس پر ترمیم ہی نہیں دے سکتے تھے تو اس پر آپ نے بولنا بھی نہیں تھا پھر بھی آپ بضد ہیں کہ ہمیں اس پر بولنے دیں۔ میں نے تو پھر بھی آپ کو اجازت دے دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ کی request ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ آپ نے اس میں ترمیم نہیں دی ہے اگر دیتے تو میں آپ کو اجازت دیتا آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ کی request کی ہے اتنی دیر میں تو بات ہو جانی تھی۔

جناب سپیکر: میں اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر دو ایک منٹ ہی بات کروں گی زیادہ لمبی بات نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں بھی دو منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں حضور! یہ بات مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ویسے ہی کہہ دیں کہ اپوزیشن کو نہیں بولنے دینا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! بہت ہی مختصر سی بات کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، please carry on.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! دنیا بھر میں taxation کا نظام اس لئے ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو ایک مدد ملے کہ جو resourceful لوگ ہیں اُن سے resources اکٹھے کر کے تمام citizen پر لگائے جائیں specially جو غریب طبقہ ہے۔ پاکستان اس وقت ایشیاء میں سب سے heavily taxed country ہے seventy five percent taxes بلکہ seventy five سے بڑھ کر seventy six percent taxes اب indirect taxation کی مد میں آگئے ہیں۔ پاکستان وہ ملک ہے جہاں پر

لوگ اپنی انکم کے مطابق ٹیکس نہیں دیتے بلکہ ایک 14ہزار کمانے والا آدمی بھی اُن چیزوں کے اُوپر وہی ٹیکس دیتا ہے جتنا دس لاکھ کمانے والا دیتا ہے۔ پنجاب حکومت کی poor tax governance اس چیز سے ظاہر ہوتی ہے کہ پچھلے سال 16-2015 میں 160 بلین کا جو ٹارگٹ رکھا گیا تھا حکومت اس میں پوری طرح ناکام ہوئی تھی اور وہ ٹارگٹ achieve نہیں کر سکی تھی اور اسی طرح کی ناکامیاں ہم نے 14-2013 اور 15-2014 میں بھی دیکھی تھیں۔ جب یہ 160 بلین کا ٹارگٹ achieve نہیں کر سکے تو 184.43 بلین کا ٹارگٹ جو اس سال رکھا گیا ہے وہ یہ کس طرح سے achieve کریں گے؟ پنجاب کے اس بل کے اندر یا پنجاب کے سسٹم کے اندر ہمیں کوئی ایسا interest نظر نہیں آرہا کہ ٹیکس سسٹم کو affective بنانے کے لئے انہوں نے کوئی measures لئے ہوں۔

جناب سپیکر! آپ سب سے پہلے دیکھیں جو امیروں کے اوپر ٹیکس لگایا گیا تھا، جو لگژری ہاؤسز پر ٹیکس لگایا گیا تھا، جو فارم ہاؤسز پر ٹیکس لگایا گیا تھا اگر اُس کے اندر ہم revenue collection دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں وہیں سے اپنی گورننس نظر آجاتی ہے کہ 500 ملین کا ٹارگٹ ہم صرف 10 ملین لگژری ہاؤسز پر اکٹھے کر سکیں ہیں۔ ان چیزوں کے اوپر focus کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اگر سٹے آرڈر لیا ہوا ہے تو اس کے لئے کچھ کرنا چاہئے جہاں امیر ہیں اُن کو سٹے آرڈر دے دیا جاتا ہے اور غریبوں کے لئے ٹیکسز ہیں۔ ایسا قانون کیوں لاتے ہیں جو foolproof نہیں ہے؟ اس ٹیکس سسٹم کی وجہ سے litigations کا یہ حال ہے، ہماری credibility of system کا یہ حال ہے اور حکومت کے trust کا یہ حال ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please order in the House.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت UK میں 30 ملین tax payers ہیں اور وہاں پر number of appeals جو ہائی کورٹ میں فائل کی جاتی ہیں وہ thirty per year کی average آتی ہے جبکہ پاکستان میں less than one million tax payers ہیں میرا خیال ہے بذات خود حکومت کی ناکامی ہے کہ وہ ابھی تک اپنا ٹیکس نیٹ نہیں بڑھا سکی مگر یہاں پر appeals کی تعداد 15ہزار per year higher courts میں جاتی ہے اور اس کے علاوہ 25ہزار writ petitions دائر ہوتی ہیں۔ اس قسم کے ماحول میں آپ ٹیکس collections کس طرح سے کر سکتے ہیں؟ اس طرح جو میرج ہال پر ٹیکس لگایا ہے اس کے بارے میں صرف ایک بات کہوں گی کہ marriage halls کو انہوں نے categories نہیں کیا ایک کہیں بندر روڈ کے اوپر چھوٹا سا میرج ہال

ہے وہ بھی سولہ فیصد ٹیکس دے گا اور گلبرگ کا ایک فائیو سٹار میرج ہال ہے وہ بھی اُتنا ہی ٹیکس دے گا یہ غریبوں کی ہمدردی کی بات کرتے ہیں ہمیں تو اس بل میں یہ کہیں بھی نظر نہیں آرہی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں بس یہی بات کہوں گی کہ اس دفعہ کے فنانس بل میں ایسا کوئی measureنظر نہیں آرہا جس سے ہمیں یہ نظر آئے کہ عوام کا اعتماد حکومت پر ہو اور وہ ٹیکس دینے کی کوشش کرے گی۔ حکومت کوئی fundamentals reformsنہیں لا رہی اس کی reasonمیں سمجھتی ہوں یہی ہے کہ بیوروکریسی اور پولیٹیکل گٹھ جوڑ ہے جس کی وجہ سے reformsکی طرف حکومت نہیں آرہی، کوئی ایسا measureبھی نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے حکومت عوام کا trustاور اس کی supportلے سکے اور tax complimentsکو possibleکر سکے۔ یہ صرف اُسی صورت میں ہوتا ہے، عوام ٹیکس اُسی وقت دیتی ہے جب حکومت اُن کو وہ services provideکرتی ہے، اُن کو صحت، تعلیم اور دوسری سہولیات provideکرتی ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! بڑی مہربانی۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ دیکھ لیں۔ آپ کسی بات پر قائم نہیں رہتے مجھے بڑا افسوس ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! صرف دو منٹ۔ گزارش یہ ہے کہ لچھے دار تقریر کرنے سے یا ہاتھ ہلانے سے پنجاب کی عوام کے دل نہیں جیتے جا سکتے۔ جہاں تک اس فنانس بل کا تعلق ہے میں ایک چھوٹی سی مثال دے کر اپنی بات کو wind upکروں گا۔ اس بجٹ میں فنانس بل میں حکومت نے، گورنمنٹ نے عوام کو taxesمیں جکڑ کر رکھ دیا۔ آپ کو یاد ہو گا پہلے ایک ضلع ٹیکس اور چونگیوں کا نظام تھا ایک چھوٹا سا واقعہ ہے کہ ایک بڑھیا جب ٹیکس دینے کے لئے چونگی پہنچی تو اُس کے ساتھ دو مرغیاں تھیں تو چونگی کے لئے منشی بیٹھا تھا اُس نے پرچی کاٹنی شروع کی مرغیوں پر ٹیکس کے لئے تو اُسی جگہ پر ایک مرغی نے انڈا دے دیا تو اُس نے کہا اب انڈے پر بھی ٹیکس ہے۔

جناب سپیکر! پراپرٹی ٹیکس، انکم ٹیکس، زرعی ٹیکس، ود ہولڈنگ ٹیکس، سیل ٹیکس، اب پلاٹوں پر ٹیکس ہے افسوس ہے رکشوں پر ٹیکس ہے، شادی پر ٹیکس ہے، چھوٹی گاڑیوں پر ٹیکس ہے ایسے سمجھ لیں سانس لینے پر ٹیکس ہے۔ ہاں آپ بڑی بڑی گاڑیوں پر ٹیکس لگاتے جو لینڈ کروزر اور تین تین کروڑ کی گاڑیاں رکھنے والے لوگ ہیں اُن پر ٹیکس لگاتے 1600 ,1400 سی سی والی گاڑی پر آپ نے 70ہزار

روپے ٹیکس لگادیا ہے یہ متوسط طبقے پر ٹیکس ہے تو لہٰذا اس فنانس بل کو withdraw کریں ہم اس بل کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کو مسترد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا میں وہ بات پھر reiterate کروں گی کہ ہم اپنے taxation میں جو بھی major reforms لائی ہیں اس کے pillars وہ base broadening ہیں۔ ہم ان لوگوں کو tax payment کے net میں لا رہے ہیں جن کا legitimate tax بنتا ہے مگر وہ contribute نہیں کر رہے ہیں۔ ہم under tax اور un-tax sectors کو tax net پر لا رہے ہیں۔ ہم automate کر رہے ہیں تاکہ leakages ختم ہو چاہے وہ پراپرٹی ٹیکس ہو، PRO ہو ہم نے اس کی automation پر زور دیا ہوا ہے تاکہ tax payer and tax collector کے درمیان link ختم ہو اور جو یہاں لین دین کی بات ہو رہی ہے اس کے مواقع ختم ہو جائیں۔ ہم نے اس کو simplify کیا ہے، litigation اور revenue leakage کو ختم کیا ہے اسی لئے CVT کی بات کی ہے۔ ابھی جو اپوزیشن نے پے در پے بہت ساری باتیں کی ہیں، ایک بات بالکل واضح ہے کہ یا تو فنانس بل ٹھیک سے پڑھا نہیں گیا یا فنانس بل کی ٹھیک سے سمجھ نہیں آئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ہم سے کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ تو غریبوں پر ٹیکس لگ گیا، یہ گاڑیوں پر ٹیکس لگا دیا۔ مجھے بتائیں کہ کون سے غریب ہوتے ہیں جو imported گاڑیاں لیتے ہیں؟ پھر ہم سے کہا جا رہا ہے کہ vacant plot پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اور یہ غریبوں پر پڑ گیا ہے۔ پانچ مرلے پر ٹیکس نہیں ہے لیکن میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اگر کوئی land speculation میں indulge کرتا ہے وہ غریب نہیں ہوتا۔ غریب وہ ہوتا ہے جو دو وقت کی روٹی کماتا ہے، گھر جا کر اپنے بچوں کو کھلاتا ہے وہ land speculation میں رکھ کر پیسے نہیں بناتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے یہ ٹیکس کیوں لگایا ہے؟ میں یہ clear کرتی ہوں کہ یہ ٹیکس ان پر لگا ہے جن کے پاس پیسے ہیں اور وہ پیسے invest کر رہے ہیں land میں، plots میں تاکہ unearned gains attain کریں، ان کو بیچیں۔ اگر وہی پیسے دکانوں، فیکٹریوں اور انڈسٹریز میں لگادیں گے تو پھر کیا ہوگا؟ اس سے یہ ہوگا کہ generate employment ہوگی۔ ہماری ساری کی ساری strategy یہ ہے کہ یہ unproductive speculative investment لے کر جو انوسٹمنٹ ہو رہی ہے اس

کو discourage کیا جائے اور یہ پیسے بزنس میں لگائے جائیں، فیکٹریوں میں لگائے جائیں، انڈسٹریز میں لگائے جائیں تاکہ employment generate ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! plot taxation جو ہے پراپرٹی ٹیکسیشن میں ایک بہت ہی common international phenomena ہے جو کہ speculation of land کو discourage کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ ایک آدمی جو پانچ مرلے کا پلاٹ لے لے اس کی خواہش تو یہ ہوگی کہ میں فٹافٹ اس کو بنالوں۔ ہم نے اس کو موقع دیا ہے کہ جب اس کی پوری ڈویلپمنٹ ہو جائے، اس پر وہ دو سال لگائے، پیسے اکٹھے کرے اور اپنی construction شروع کر دے اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔ میں نے بات بالکل clear کر دی ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات اپوزیشن لیڈر نے کہی کہ ہم نے رکشا اور چھوٹی موٹر سائیکل پر ٹیکس لگا دیا۔ یہ پوائنٹ پھر totally misunderstood ہے۔ ہم نے ایسا کوئی ٹیکس نہیں لگایا بلکہ ہم نے ایک option دی ہے کہ وہ چاہیں تو annual payment کریں یا life time lump sum payment کر دیں یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ ہمارا مقصد اس کو facilitate کرنا تھا۔ یہ totally misunderstood ہوا ہے یہ کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے۔ یہ صرف اس کی facilitation کے لئے کیا ہے کہ وہ annual دینا چاہتا ہے یا life time دینا چاہتا ہے ہم نے تو صرف اس کے لئے ایک option رکھی ہے۔ ہمارا مقصد اس کو facilitate کرنا ہے۔ ہمارا مقصد tax payer کو facilitate کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہماری ایک ساتھی نے یہ بھی کہا کہ محترمہ وزیر خزانہ کو شاید علم نہیں ہے کہ فنانس بل میں کیا آیا ہے۔ میرا 23 سال کا taxation کے analysis کا experience ہے اور میں ٹیکس لگانے سے پہلے سارے چیمبرز گھومی ہوں overseas chambers inclusive اور میں نے ان کی آراء لی ہیں کہ ہم tax automate کر رہے ہیں، ہم آپ کے لئے ٹیکس easy بنانا چاہتے ہیں، ہم ٹیکس میں مک مکا کو ختم کرنا چاہتے ہیں، ہم کرپشن اور لین دین leakages ختم کرنا چاہتے ہیں لہٰذا آپ ہمیں بتائیں کہ ہم آپ کو کس طرح facilitate کریں؟ ہم نے ان سے تجاویز لی ہیں اور ان کو اپنے ساتھ ملا کر effort کی ہے۔ آج PRA دیکھ لیں، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن دیکھ لیں ہم لاہور چیمبرز وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر ان سے پوچھ کر tax collection کا نظام بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر structural change اس کو نہیں کہتے تو پھر کس کو کہتے ہیں؟ یہی ہوتی ہے structural change اور اسی کو کہتے ہیں۔

Taxation reform making it automated, making a very simple, making it easy to pay taxes

جناب سپیکر! اس وقت ہم لاہور چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز سے بھی engaged ہیں اور ان کو ہم کس طرح سے ٹیکس کی payment پر facilitate کر سکتے ہیں اس پر باقاعدہ comprehensive strategy تیار ہو رہی ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر تمام areas پر کام کیا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک عام پاکستانی، ایک prompt tax payer اس بات کا احساس ہو کہ میں پیسے دے رہا ہوں تو میری قوم کے غریب بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اگر میں ٹیکس دے رہا ہوں تو میری قوم کے غریب لوگ ہسپتالوں میں علاج کروا رہے ہیں۔ ہم نے اس کو proud tax payer بنانا ہے اسی لئے ہم نے پہلی دفعہ ملک کی history میں 10۔اپریل کو ایک tax day منایا۔ ہم نے اس کی taxation کو incentivize کیا، ہم نے مختلف tax payer کو engage کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ 16-2015 میں ہماری ٹیکس کی ریونیو میں بغیر کوئی ریٹ بڑھائے 30 فیصد سے زیادہ ٹیکس ریونیو کی collection ہوئی ہے جو اس وقت ساری صوبائی اور فیڈرل گورنمنٹ میں سب سے highest ہے۔ سب سے highest collect کیا ہے، سب کو ساتھ لے کر کیا ہے، سب کی بات سن کر کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم اس taxation structure کو صحیح راستے پر لے کر آ رہے ہیں، reformed راستے پر لا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد revenue leakage ختم کرنا ہے، ایک عام آدمی کو وہ ڈویلپمنٹ دینی ہے جس کا ہم نے اپنے بجٹ میں وعدہ کیا ہے۔ ہم نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر عہد کیا ہے اور اس کے لئے ہمیں وسائل چاہئیں۔ ہم اپنے سارے tax payer سے engaged ہیں، ہم ان کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں اور ہم انہیں facilitate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ دعوے سے کہتی ہوں کہ آج آپ ایک academic study کروا کر دیکھ لیں ہمارا revenue taxation regressive incidence نہیں ہے اور قطعی طور پر نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں خود researcher رہی ہوں، میں نے provincial taxation پر خود بہت کام کیا ہے آپ کہیں سے بھی ثابت کر دیں کہ provincial taxation structure is regressive liaison study تو ہم وہ changes لے آئیں گے جو ہمیں کہا جائے گا کیونکہ ہم اس

کے لئے بہت conscious ہیں کہ ہماری ڈویلپمنٹ کا پروگرام ایک عام آدمی کو فائدہ دے۔ ہماری taxation لوگوں کی بساط کے مطابق ہو اور ہم ان کی ability to pay کے مطابق ان پر tax لگانا چاہتے ہیں۔ ہمارا taxation structure ضرور GST on services پر depend کر رہا ہے اور پراپرٹی ٹیکس پر depend کرتا ہے۔ یہ indirect taxes ہیں لیکن یہ regressive قطعی طور پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے اس بارے میں کافی بات کر لی ہے اور اب مزید ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس بل میں ساری چیزوں کا burden ایک عام آدمی پر پڑنے والا نہیں ہے۔ یہ ability to pay کے حساب سے taxation structure بنایا گیا ہے اور میں اس پر stand by کروں گی۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اب question put کرنا پڑے گا۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 to 7

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clauses 2 to 7 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 2 to 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Finance. She may move it. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (a), for the expression "subsection (4) ", the expression “subsection (4) and (5) " and in the proposed section 16A, in the proposed subsection (1), the expression "Subject to subsection (1), notwithstanding", the expression "Notwithstanding", be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (a), for the expression "subsection (4)", the expression "subsection (4) and (5)" and in the proposed section 16A, in the proposed subsection (1), the expression "Subject to subsection (1), notwithstanding", the expression "Notwithstanding", be substituted.

Now, the motion moved and the question is:

"That in Clause 8 of the Bill, in sub-Clause (a), for the expression "subsection (4) ", the expression "subsection (4) and (5) " and in the proposed section 16A, in the proposed subsection (1), the expression "Subject to subsection (1), notwithstanding", the expression "Notwithstanding", be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEKAER: Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 9 & 10

MR SPEAKER: Now, Clauses 9 & 10 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these Clauses, the question is:

"That Clauses 9 & 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as amended be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2016, as amended be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

گوشوارہ

(جو ایوان کی میز پر رکھا جانا)

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 17-2016 کا

ایوان کی میز پر رکھنا

MR SPEAKER: Minister for Finance may lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17.

MR SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2016-17 has been laid.

آرڈیننس

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

آرڈیننس (ترمیم) سول کورٹس پنجاب 2016

MR SPEAKER: Now, Minister for law may lay the Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Civil Courts (Amendment) Ordinance 2016 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to Standing

Committee on Home Affairs with the direction to submit its report within 2 months.

مسودات قانون

(جو پیش ہوئے)

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016. Minister for Law!

مسودہ قانون بلڈ ٹرانسفیوژن سیفٹی پنجاب 2016

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Blood Transfusion Safety Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report within two months.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016

MR SPEAKER: A Minister to introduce the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016.

MR SPEAKER: The Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance for report within two months.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2016

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood and Dr Syed Waseem Akhtar:

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر اپنی ترمیم move کر رہی ہیں، آپ کا تو اس میں نام ہی شامل نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ ترمیم move کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ move کریں۔

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ بول لیں اس کے بعد قاضی صاحب بات کر لیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کا جو بل ہے، سب کو پتا ہے کہ یہ عجلت میں بنایا گیا ہے، اس کے اندر کیا تباہی ہوئی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اس بل میں بار بار ترامیم لائی جا رہی ہیں، پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 میں اب پھر ترمیم لائی جا رہی ہے۔ امید یہ ہے کہ جس بدنیتی سے یہ قانون بنایا گیا تھا اسی طرح اس میں روزانہ ترامیم آتی رہیں گی۔ حکومت کو اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے بے تحاشا دفعہ یہ instructions جاری ہوئی ہیں کہ اس کی مختلف دفعات میں جو بھی سقم ہے اس کو دور کیا جائے کیونکہ یہ غیر قانونی ہے، اس میں اختیارات سے زیادہ تجاوز کیا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ Order in the House.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! حکومت یہ ترمیم اپنے مفادات کے لئے لائی ہے otherwise سارا قانون ایسا ہی ہے جو کہ جلد بازی میں منظور کروایا گیا ہے۔ جلد بازی میں منظور کروائے گئے بل کی تازہ مثال میں آپ کو دیتی ہوں۔ 2013 کے ایکٹ کی دفعہ (3)116 میں رورل یونین کونسل کا ذکر کہیں تھا ہی نہیں، ان کو بھی میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی کی طرح پراپرٹی ٹیکس لگانے کا اختیار ہوگا۔ اب اس ترمیمی بل کے ذریعے لوکل کونسلز میں بھی پراپرٹی ٹیکس لگانے کا ایک نیا طریقہ introduce کروا دیا گیا ہے۔ ایسی لوکل کونسلز جس کے خدوخال شہری علاقوں سے ہوں گے وہاں بھی پراپرٹی ٹیکس لگایا جاسکے گا۔ اب ان کا ٹیکس نیٹ ورک رورل ایریا تک چلا جائے گا اور اس کے ریٹس بھی لوکل کونسلز مقرر کریں گی یا وہ ریٹس لاگو ہوں گے جو کہ پنجاب کی غیر منقولہ جائیداد یا پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے مطابق ہوں گے۔

جناب سپیکر! Already ہمارا جو غریب ہے وہ پس رہا ہے، اخراجات تو کنٹرول ہو نہیں رہے لیکن غریب عوام پر آپ ٹیکس پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔ وہ کن حالات میں گزارہ کر رہے ہیں، اس کا آپ کو علم ہی نہیں ہے۔ میں یہاں پر اس ترمیم کے متعلق کہوں گی کہ اگر کوئی میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی یا اب لوکل کونسلز پراپرٹی ٹیکس نہیں لگاتی تو اربن پراپرٹی ٹیکس 1958 کے ایکٹ کے تحت وہاں پر ٹیکس نافذ کر دیا جائے گا۔ ویسے تو پورا پنجاب لوکل گورنمنٹ کے بارے میں غیر فعال ہے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ موجودہ حکومت کس چیز سے خوفزدہ ہے، اس کو کس بات کی insecurity ہے۔ ایجوکیشن کے تمام اختیارات، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیوں کے تمام اختیارات already ان کے پاس ہیں لیکن اس کے باوجود یہ satisfied نہیں ہو رہے اور مطمئن نہیں ہو رہے۔ اپنی powers منتقل کرنے میں ان کو بہت زیادہ insecurities ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ لوکل گورنمنٹ کی باڈی ابھی تک صحیح طرح سے functional نہیں ہو سکی ہے۔ سارے لوگ ان کی وجوہات جانتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے، ان کے اختیارات کیوں منتقل نہیں کرنے دیئے جا رہے۔ تمام لوگ اس کے حقائق سے اچھی طرح سے واقف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہمارے setup میں جو problems ہیں جو مسائل ہیں اس کی وجہ سے ہمارے grass roots level تک لوگوں کے مسائل حل نہیں ہو رہے کیونکہ لوکل باڈیز کو functional کیا ہی نہیں جا رہا۔ جس طریقے سے لوکل باڈیز بل میں ترامیم لائی جا رہی ہیں اور جس طرح عجلت، بدنیتی سے اس بل کو لایا گیا ہے تو

اس کا یہی حال ہونا تھا جو آج ہو رہا ہے۔ اس قانون کی زد میں آنے والے افراد کی تعداد کروڑوں کے حساب سے ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو رائے عامہ کو متداول کرانے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! شکریہ۔ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں ایک بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ سے کئی ڈیپارٹمنٹ جنم لیتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ممبران گپ شپ کے لئے لابی میں تشریف لے جائیں، مہربانی کریں، ان کی بات سنیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے عوام کو بنیادی سہولتیں میسر ہوتی ہیں، افسوس اس بات کا ہے کہ اس گورنمنٹ نے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ترامیم کے ذریعے سے حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ میں اس کی background پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج سے نو مہینے پہلے، اسی گورنمنٹ نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترمیم کر کے سپریم کورٹ کے دباؤ پر لوکل باڈیز الیکشن کروائے۔ حالانکہ یہ گورنمنٹ گزشتہ تین سال سے، عوامی نمائندوں کو اختیارات دینے سے گریز کر رہی تھی۔ جب الیکشن ہوئے تو پھر گورنمنٹ کو مشکل پیش آ گئی، حالانکہ بہتر تو یہ تھا کہ جن ترامیم کی صورت میں، جس ایکٹ کے تحت لوکل باڈیز کا الیکشن ہوا اس کے تحت مخصوص سیٹوں پر الیکشن ہونے چاہئیں تھے۔ حکومت ایک بار پھر مخصوص سیٹوں کے لئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترامیم لے آئی۔ وہ اس لئے کہ حکومت چاہتی ہے کہ تخت لاہور کی powers اور خزانے کی کنجی ہمارے پاس رہے، عوام تک اس کے ثمرات نہ پہنچیں۔ مقامی حکومت کو اس کے اختیارات نہ ملیں، لوگوں کی بنیادی سہولیات میسر نہ ہوں اس لئے لوکل باڈیز کے قانون میں ترامیم لا رہے ہیں، اس کے علاوہ الیکشن سے گریز اور کورٹ کا سہارا شامل ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں جو ترمیم حکومت لے آئی ہے یہ بھی ان کے لئے کوئی سود مند ثابت نہیں ہوگی بلکہ ایک فرضی بات ہے۔ اگر حکومت لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترامیم کر کے تمام اختیارات عوام تک پہنچاتی، تمام ضروریات عوام تک پہنچاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی ترمیم بہتر ہو سکتی تھی لیکن حکومت لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بااختیار نہیں بنانا چاہتی۔ لوکل گورنمنٹ مقامی حکومتوں کو اختیارات نہیں دینا چاہتی کیونکہ اگر حکومت ان کو اختیارات دے دے تو پھر تخت لاہور کی خزانے کی کنجی سے، اختیارات کے ذریعے سے رقم اورنج لائن ٹرین پر

خرچ ہو رہی ہے، میٹرو بس پر خرچ ہو رہی ہے تو پھر یہ نہیں ہو سکے گی اور اگر مقامی حکومتوں کے پاس اختیارات چلے جائیں گے تو یہ عوام کے مفاد میں ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ کتنی گوہر افشانی ہو رہی ہے آپ معزز ممبر کی بات کو سننے دیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ بیٹھے بٹھائے، بند کمروں میں ترامیم ہو رہی ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اس بل کی ترامیم کو منظور نہ کیا جائے، اس کو پہلے مشتہر کیا جائے، یہ عوامی مسئلہ ہے، عوام کے مفاد کا معاملہ ہے لہٰذا اس کو پہلے مشتہر کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ آیا یہ ترمیم ہمارے مفادات کے لئے ہے یا ہمارا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے لہٰذا میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں اور ترمیم بھی آپ ہی دے رہے تھے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس پر تو میرے بھائی قاضی صاحب اور بہن نے کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بات سننے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس ترمیم کو مشتہر کرنے کی کس طرح سے ضرورت ہے۔ جب سے یہ آرڈیننس ہوا ہے تب سے یہ پنجاب کی ویب سائٹ پر موجود ہے اور مشتہر ہے اس لئے اسے مزید مشتہر کرنے سے کون سی بہتری آ سکتی ہے لیکن قاضی صاحب نے لوکل گورنمنٹ بل کے حوالے سے اور موجودہ حکومت کے الیکشن نہ کروانے کے حوالے سے جو بات کی ہے میں اس کو ضرور respond کرنا چاہوں گا۔ باہر تو ٹھیک ہے کہ جلسوں اور پریس کانفرنسوں میں باتیں ہوتی رہتی ہیں لیکن کم از کم اس ہاؤس میں اتنی بے خبر اور اتنی [*******] نہیں ہونی چاہئے جس کا کوئی سر پیر ہی نہ ہو۔ قاضی صاحب نے فرمایا ہے کہ الیکشن نہیں کروانا چاہتے تھے لیکن سپریم کورٹ کے دباؤ پر کرائے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب 2013 میں سپریم کورٹ سے direction ہوئی تو چاروں صوبوں میں سب سے پہلے لوکل گورنمنٹ ایکٹ اس معزز ایوان اور صوبہ پنجاب نے legislate کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 615 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! یہ بات on record ہے اور اس کے بعد الیکشن کا process سب سے پہلے پنجاب میں شروع ہوا۔ پنجاب میں nomination paper شیڈول کے مطابق file ہوئے اس کے بعد ان کی scrutiny ہوئی اور scrutiny appellate stage پر تھی جب اپوزیشن کی طرف سے ہائی کورٹ میں حلقہ بندی کو چیلنج کیا گیا، 8443 حلقوں میں حلقہ بندی ہوئی اور ٹوٹل 236 کے قریب یعنی 8 ہزار میں سے صرف 236 حلقوں کی حلقہ بندی چیلنج کی گئی۔ صوبہ پنجاب کی طرف سے عدالت میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ جناب آٹھ ساڑھے آٹھ ہزار حلقوں کی حلقہ بندی ہوئی ہے اور ان میں 236 حلقوں کو challenge کیا گیا ہے۔ جو challenge کیا گیا ہے آپ اسی طرح سے اسے کر دیں اور آپ ان تمام اپیلوں کو accept کر لیں تاکہ الیکشن کا process نہ رکے اور الیکشن ہو جائے لیکن اس پر پنجاب کے اس مؤقف کو جسے یہ کہتے ہیں کہ حکومت الیکشن کروانا نہیں چاہتی تھی اسے تسلیم نہ کیا گیا اور حلقہ بندی کالعدم قرار دے دی گئی تو اس وجہ سے جو الیکشن 2013 میں ہونے تھے وہ نہ ہو سکے۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں special seats، ڈپٹی میئرز اور وائس چیئرمین کی سیٹیں آبادی کی بنیاد پر رکھی تھیں۔ جب وائس چیئرمین، ڈپٹی میئرز اور special seats کا الیکشن شیڈول دیا جانے لگا، جب ہم نے projected آبادی کے حساب سے calculation پیش کی تو الیکشن کمیشن نے کہا کہ نہیں ہم تو اس میں صرف اس آبادی کو لیں گے جو 1998 کی مردم شماری میں آئی ہے۔ وہاں پر ہمارا مؤقف تھا کہ اس کے مقابلے میں اب سولہ سترہ سالوں میں بعض شہر بہت زیادہ پھیل چکے ہیں اس لئے یہ معاملہ اس طرح سے ٹھیک نہیں ہے آپ ہمیں موجودہ projected آبادی پر کرنے دیں لیکن الیکشن کمیشن نے کہا کہ اس میں ہمیں تھوڑا Constitution of legal hindrance ہے اس لئے آپ ان سیٹوں کو law میں ترمیم کر کے بڑھا لیں۔ سندھ حکومت اور پنجاب حکومت یعنی قاضی صاحب کی جماعت کے سعید غنی صاحب میرے ساتھ تھے اور ہم نے جا کر الیکشن کمیشن سے بات کی اور الیکشن کمیشن سے اجازت لینے کے بعد ہم نے یہ ترامیم کیں جن special seats، وائس چیئرمین اور ڈپٹی میئرز کی سیٹیں بڑھائیں۔ اب سندھ حکومت میں پیپلز پارٹی ہمارے ساتھ مل کر الیکشن کمیشن سے بات کر کے یہ ترامیم کر رہی ہے اور سیٹیں بڑھوا رہی ہے لیکن انہوں نے یہاں آ کر ہائی کورٹ میں اسے challenge کر دیا یعنی اُدھر ٹھیک ہے لیکن اُدھر انہوں نے challenge کر دیا ہے۔ اس challenge کی وجہ سے یہ معاملہ سپریم کورٹ تک گیا تو اس پر سپریم کورٹ کی short judgement آ گئی ہے لیکن detailed judgement ابھی نہیں آئی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قاضی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہائی کورٹ میں ان کی جو اپیل pending پڑی ہے اگر یہ صبح withdraw کر لیں تو ہم next تین ہفتوں میں میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین اور وائس چیئرمین کا الیکشن کروا سکتے ہیں۔اب اس detailed judgement کے انتظار میں ان کی اپیل ہائی کورٹ میں pending ہے اس وجہ سے الیکشن delay ہو رہا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کی وضاحت کی جانی ضروری تھی کیونکہ یہ اس طرح سے نہیں ہے جس طرح سے قاضی صاحب نے فرمایا ہے۔ان کی جو ترمیم ہے اس پر انہوں نے خود کوئی بات نہیں کی لہٰذا اسے مشتہر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ میں بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے بول تو لیا ہے۔اب آپ نے کیا کرنا ہے؟ بار بار نہیں۔اب نہیں۔

Now, the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddique, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Ahmad Ali khan

Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak and Mr Khurram Shahzad. Who is to move it?

MRS SAADIA SOHAIL RANA: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016:-

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016:-

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA

5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: opposed جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ابھی آپ کا جو لوکل باڈی، میں لوکل باڈی کہوں گی چونکہ یہ لوکل گورنمنٹ نہیں ہے۔ لوکل باڈی اور لوکل گورنمنٹ میں فرق ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک باڈی روح کے بغیر جسے ہم میت کہتے ہیں اور ایک جیتا جاگتا انسان جس کے اندر روح ہو اور وہ چلتا پھرتا انسان ہو ان دونوں سسٹم میں یہی فرق ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بے چاری دوسرے پر depend کرتی ہے چونکہ اس کے اپنے ہاتھ میں قوت نہیں ہے کہ وہ ہل جُل سکے۔ آج پاکستان کے لوگ غربت، دہشت گردی، صحت، بد عنوانی، بے روزگاری اور بڑھتی ہوئی آبادی کے مسائل سے دوچار ہیں۔ ان کا لازمی حل یہ ہے کہ ان مسائل کو وہاں کے مقامی لوگ حل کریں کیونکہ ہمیشہ جس حلقے کے مسائل ہوتے ہیں، جس ایریا کے مسائل ہوتے ہیں وہاں کے مقامی لوگ ہی اس کو بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کروا سکتے ہیں لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے ستمبر میں الیکشن بھی کروائے اور آج تک ہم انہیں فنکشنل نہیں کر سکے۔ ہماری لوکل باڈی تو ہے لیکن اس کے پاس اختیارات نہیں ہیں اور ہم ابھی تک وائس چیئرمین اور reserve seats پر بھی انتخابات نہیں کروا سکے۔ چلیں اس پر تو رانا صاحب نے بتایا کہ چونکہ ابھی عدالت میں پٹیشنز ہیں اس لئے delay ہے لیکن پورا صوبہ پنجاب کس پر چل رہا ہے؟ آئین پاکستان کے آرٹیکل 140-A کو لیتے ہیں جس میں ہر صوبے پر لازم اور فرض ہے کہ وہ اختیارات کو مقامی سطح پر devolve کرے۔ جیسے مرکز سے اختیارات صوبوں کو منتقل ہوئے اب صوبوں نے اختیارات مقامی سطح پر منتقل کرنے ہیں۔

جناب سپیکر!افسوس کہ پنجاب میں ہم لوکل باڈیز کو فنکشنل نہیں کر سکے اور ابھی تک تو ہم reserve seatsکے فیصلے بھی نہیں کر سکے۔ پنجاب کے حکمران دعویدار ہیں کہ انہوں نے پنجاب میں گڈ گورننس کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج تک لوکل باڈیز سسٹم میں خواتین،اقلیتوں اور نوجوانوں کی سیٹوں کے بارے میں یہ defineنہیں کر سکے کہ ان کا وہاں roleکیا ہے؟ان کے کردار کی کسی جگہ پر کوئی وضاحت ہی نہیں ہے لیکن ہم نے سیٹیں رکھ دیں۔ ہم نے defineکیوں کرنا ہے؟کام تو ان سے ہم نے کچھ کروانا نہیں کیونکہ ہمارے پاس تو فنڈز ہی نہیں ہیں۔ اگر لوگوں نے اپنی فائلیں یا درخواستیں لے کر ایم پی اے یا ایم این اے صاحبان کے پیچھے ہی گھومنا ہے تو پھر ایسی لوکل باڈیز کو ہم نے کیا کرنا ہے؟ پنجاب حکومت نے گڈ گورننس کے نام پر authorities بنانا شروع کر دیں۔ حکومت پنجاب تعلیم کو اتھارٹی کے اندر لے آئی، صفائی، ٹی ایم اے اور ایل ڈی اے کے لئے اتھارٹیز بنا دیں۔اسی طرح حکومت پنجاب نے Walled City Authorityبنا کر شاہی قلعہ اس کے حوالے کر دیا۔آثار قدیمہ کے معاملات کو دیکھنے کے لئے جو Board of Directorsہے میں اس کی ممبر ہوں۔

جناب سپیکر!میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس بات کو ضرور دھیان سے سُنیں۔ Walled City Authorityنے شاہی قلعہ کو اپنے underلے لیا۔اب شاہی قلعہ آثار قدیمہ میں سے وہ واحد عمارت ہے جو سب سے زیادہ earnکرتی ہے۔آثار قدیمہ کے لئے کوئی فنڈز نہیں ہوتے جو ان عمارتوں سے earnکیا جاتا ہے وہ انہی کی مرمت اور دیکھ بھال کے لئے لگایا جاتا ہے۔آپ سمجھ لیں کہ شاہی قلعہ آثار قدیمہ کا کماؤ پُوت تھا۔کماؤ پُوت تو Walled City Authorityلے گئی اور اب باقی عمارات بد حالی کا شکار ہیں۔پہلے تو حکومت اس بات کا جواب دے کہ وہ کس اختیار کے تحت شاہی قلعہ کو Walled City Authorityکے underلے کر گئی ہے اور سارا پیسا اپنی جیب میں ڈال رہی ہے؟

جناب سپیکر!ہم دہشت گردی کے دور سے گزر رہے ہیں۔جب آپ کی مقامی حکومتیں ہوں گی،مقامی نمائندے ہوں گے اور یونین کونسل کی سطح پر ایک small unitہوگا تو آپ ایک watch dogکا کام کر سکتے ہیں۔آپ کو پتا ہوگا کہ خرابی کدھر ہو رہی ہے۔یونین کونسل کی سطح پر ہمارے سکول، ہسپتال، باغات، کھیل کے میدان اور دوسری تمام چیزیں ہونی چاہئیں۔چھوٹے چھوٹے مسائل مقامی سطح پر ہی حل ہونے چاہئیں۔ابھی میں تھوڑی دیر پہلے اپنے حلقہ کے ایم پی اے سے بات کر رہی تھی کہ گٹر سارے بند پڑے ہیں، محکمہ واسا کے ذمہ دار سُنتے نہیں تو کیا کرنا ہے؟اگر لوکل گورنمنٹ کے ادارے

فنکشنل ہوں تو ایک ایم پی اے کو گٹر صاف نہ کروانے پڑیں۔یہی کام یونین کونسل کا چیئرمین کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم دعوے جتنے مرضی کرلیں لیکن آج ہم ایک کھوکھلے سسٹم پر کھڑے ہیں۔یہ ملک ہم نے رمضان کے مہینے میں حاصل کیا تھا۔آج ہم یہاں کھڑے ہو کر بلند بانگ دعوے تو کرتے ہیں لیکن عملی طور پر کچھ show نہیں کرسکے۔دو دن پہلے جوہر ٹاؤن میں، میرے گھر سے اگلی والی گلی میں دن دہاڑے چور آئے اور واردات کر کے چلے گئے۔کیمرے نے اس کو picturize بھی کر لیا لیکن ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا کیونکہ یہاں کوئی لاء اینڈ آرڈر موجود ہی نہیں اور یہاں کوئی سسٹم ہی موجود نہیں ہے کہ جس کے تحت ان کو دیکھا جائے۔پہلے گھریلو جھگڑے، عائلی معاملات یونین کونسل کی سطح پر solve کر لئے جاتے تھے۔ہمارا عدالتی نظام اتنا delaying system ہے کہ گھریلو معاملات، چھوٹے چھوٹے مقدمات کے فیصلوں میں بھی کئی ماہ لگ جاتے ہیں۔اگر یہ مقامی حکومتیں فنکشنل ہوں تو یہ خاندانی مسائل یونین کونسل کی سطح پر ہی حل کئے جا سکتے ہیں۔اگر آپ واقعی گڈ گورننس کے دعویدار ہیں، اگر آپ نے صوبہ پنجاب اچھے طریقے سے چلانا ہے تو خدا کے لئے محکموں کو اتھارٹیز سے نکالیں اور لوکل گورنمنٹ کو فنکشنل کریں۔مختلف محکموں کے لئے اتھارٹیز بنا کر آپ نے یہ show کر دیا کہ ادارے ناکام ہو گئے ہیں۔آپ حکومت پنجاب پر double خرچہ ڈال رہے ہیں۔آپ لوکل باڈیز، مقامی لوگوں کی حکومت کو مضبوط کریں اور اختیارات دیں تاکہ لوگوں کے مسائل مقامی سطح پر حل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! آپ گڈ گورننس کے دعویدار بنتے ہیں تو آپ اس دعوے کو prove بھی کریں۔ اگر آپ اچھا کام کریں گے تو میں اس کو appreciate کروں گی۔حسب روایت شعر کے بغیر تو میری تقریر complete ہوتی نہیں تو میں اپنی تقریر کا اختتام شعر کے ساتھ کروں گی۔

مجھے زندہ نہیں رہنا کتابوں میں نصابوں میں
صدائے وقت ہوں انسان کو بیدار کرنا ہے

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں رانا ثناء اللہ صاحب کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں، انہوں نے بڑی معصومیت سے کہہ دیا کہ حکومت تو بلدیاتی الیکشن

کرانے کے لئے بیتاب تھی لیکن اپوزیشن کی petition کی وجہ سے ہم الیکشن نہیں کروا سکے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ پچھلے پانچ سالوں میں کہاں تھے اور پچھلے پانچ سال آپ کیوں چُپ بیٹھے رہے؟ پچھلے پانچ سالوں میں آپ کی ہمت نہیں ہوئی کہ اختیارات گراس روٹ لیول پر منتقل کر دیں۔ اس کے بعد جان بوجھ کر اور بے ایمانی کے تحت ایسا بلدیاتی ایکٹ بنایا گیا کہ اپوزیشن مجبور ہو کر عدالتوں میں جائے۔ آئین کے آرٹیکل 140-A کی منشا کیا ہے اور اس آرٹیکل میں کیا لکھا ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: عارف عباسی صاحب! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تین سال گزر چکے لیکن یہ مقامی حکومتوں کو فنکشنل نہیں کر سکے۔ یہ جان بوجھ کر مقامی حکومتوں کو empower نہیں کر رہے کیونکہ ان کے دلوں میں بے ایمانی ہے۔ یہ نہیں چاہتے کہ مقامی حکومتوں کے ذریعے عام آدمی کو اختیارات ملیں۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کہتی ہے کہ دیہی علاقوں میں بھی پراپرٹی ٹیکس لگائیں۔ اوہ جناب! ہم کیوں پراپرٹی ٹیکس دیں؟ ٹیکس اس وقت دیئے جاتے ہیں جب ٹیکس کے بدلے عوام کو سہولتیں ملیں۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! ٹیکس کی بات تو ختم ہوئی۔ اب آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا ہم اس لئے ٹیکس دیں کہ حکمران جا کر دبئی میں ٹاور خریدیں، حکمران ان پیسوں سے پراپرٹی خریدیں اور ہمارے ٹیکسوں کی کمائی سے عیاشی کریں؟ یہ وہ بدنصیب قوم ہے کہ جس کو ٹیکس در ٹیکس کے چکر میں جکڑ دیا گیا ہے۔ ایک شخص جب تنخواہ لیتا ہے تو اس میں انکم ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔ آپ نے یہ کیا شروع کر دیا ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ترمیم پر ہی بات کر رہا ہوں اور کیا میں کوئی گانا گا رہا ہوں؟ جب ایک شخص تنخواہ لیتا ہے تو اس میں سے انکم ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ اس سے پروفیشنل ٹیکس، وہیکل ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس بھی لیتے ہیں۔ ایک غریب آدمی جس کی چودہ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے اور دوسرا امیر شخص جو دس یا بیس ہزار روپے روزانہ کماتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے کہا ہے کہ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ٹیکس لگا رہے ہیں تو میں اسی کی وضاحت کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! وہ ٹیکس والا معاملہ تو ختم ہو گیا۔ وہ فنانس بل تو پاس ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چودہ ہزار تنخواہ لینے والا غریب آدمی بھی ٹیکس دے رہا ہے اور ایک امیر آدمی، لاکھوں روپے ماہانہ کمانے والا بھی وہی ٹیکس دے رہا ہے۔ آپ یہ ناانصافی اور ظلم اس قوم پر کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ غنڈہ ٹیکس لگانے جا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"گو عمران گو" کی نعرے بازی)

اس مرحلہ پر جواباً معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: Order please. Order in the House. خاموشی اختیار کریں۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! حکمرانوں کو پتا نہیں ہے کہ لوگوں کے حالات کیا ہیں اور عام آدمی کس طرح زندہ رہ رہا ہے؟ لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس غریب عوام پر ترس کھاؤ۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خاموشی اختیار کریں۔ Order please, order please.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں ٹیکس اس لئے نہیں ہونے چاہئیں کہ کیا وہاں پر ڈسپنسریوں میں دوائیاں ہیں، کیا وہاں پر sewerage ہے یا زندگی کی بنیادی ضروریات وہاں پر لوگوں کو available ہیں؟ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کو کمیٹی کے حوالے کریں وہ اس پر غور کرے اور ان چیزوں کو دیکھے کیونکہ یہ قوم آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر غور و خوض کے بعد clear کر کے ہاؤس میں بھیجا ہے تو ان معزز ممبران کا کہنا ہے کہ اُس پر ایک اور سپیشل کمیٹی بنا دی

جائے تو ان معزز ممبران نے سارا کچھ کہا ہے لیکن اس ترمیم کے متعلق کچھ نہیں کہا للہذا اس کو reject کیا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Community Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2016."

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it.

The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah- ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddique, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak and Mr Khurram Shahzad. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act, the words "situated within radius of eight kilometers outside the limits of a Metropolitan Corporation, a Municipal Corporation or a Municipal Committee" be inserted between the word "Council" and "with".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act, the words "situated within radius of eight kilometers outside the limits of a Metropolitan Corporation, a Municipal Corporation or a Municipal Committee" be inserted between the word "Council" and "with".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ترمیم آئی ہے جو کہ بہت ہی اچھی بات ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ٹیکس بڑھانے کے حوالے سے مزید یونین کونسلوں کو شہری area میں شامل کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اس میں میری ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ ہم جب ایک rural یونین کونسل کو شہری یونین کونسل کی طرح سے treat کریں گے تو اُس میں ہمیں کیا چیزیں دیکھنے کی ضرورت ہے اور میں نے یہ ترمیم اس لئے دی ہے کہ اُس کا ایک معیار بن سکے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے یا میونسپل کمیٹی ہے تو ہم اُس کی limits میں کسی حد تک جا سکتے ہیں کہ ہم ایک rural یونین کونسل کو urban یونین کونسل treat کر سکیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی important ہے اگر اس پر یہاں پر موجود ministers بھی غور کر لیں تو اس سے ہم اپنے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اندر ایک بہتر صورتحال پیدا کر سکیں گے۔ جو یونین کونسلیں شہر کے ساتھ لگتی ہیں لیکن اُن تک وہ ثمرات نہیں پہنچتے جو ثمرات شہری یونین کونسلوں کو پہنچتے ہیں اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ اس کا دائرہ کار limits urban سے ایک کلومیٹر تک لے کر جایا جائے کیونکہ ہمارے یہاں بہت سی ایسی یونین کونسلیں ہیں جو شہر کے اردگرد واقع ہیں لیکن اُن کو وہ سہولیات میسر نہیں ہیں جو شہری یونین کونسلوں کو ہیں اور جو یونین کونسلیں شہر سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں اُن کو ہم اس طرح سے لے لیں تو وہ یونین کونسلیں بہتر perform کر سکیں گی۔ مجھے پنجاب حکومت کی یہ نیت نظر آ رہی ہے کہ جن دیہاتی یونین کونسلوں کی characteristics شہری یونین کونسل کے ساتھ ملتے ہیں تو اُس پر اُسی طرح سے پراپرٹی ٹیکس لگایا جائے جیسے شہری یونین کونسلوں کے اندر پراپرٹی ٹیکس لگتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ صرف اس چیز کو بنیاد بنا کر کسی یونین کونسل کو اس لئے شہری یونین کونسل treat نہ کیا جائے کہ اُن دیہاتیوں سے ایک heavy tax وصول کر سکیں۔ ہم یہاں پر ہاؤس کے اندر بہت ساری بحث کر چکے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ چاہے ہم اس طرف کے بنچوں پر بیٹھے ہیں یا اُس طرف کے بنچوں پر بیٹھے ہیں اس بات سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ٹیکس کے لئے جو measures لئے جا رہے ہیں اُس کو پنجاب حکومت justify نہیں کر پا رہی ہے اس لئے اگر ہم شہری یونین کونسلوں کو پنجاب حکومت کی ترمیم کے معیار کو رکھ لیں کہ شہر کے اردگرد ایک کلومیٹر تک کی یونین کونسلوں کو اس میں شامل کریں گے تو اس سے ہمارے شہر وسیع بھی ہوں گے اور اس طرح سے وہ areas جو بالکل ignore ہو چکے ہیں ان میں بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ شہری علاقوں میں بھی یونین کونسلوں کے اندر بہت سارے problems ہیں کسی کو پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا ہے، بجلی، سوئی گیس وغیرہ کے بہت سارے مسائل ہیں لیکن اگر آج حکومت کی اس ترمیم کو as it is لے لیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس ترمیم میں بہت زیادہ flaws ہیں کہ اُس کے criterion features کیا ہوں گے، کیا صرف آبادی کو بنیاد بنا کر ہم اُس یونین کونسل کو شہری یونین کونسل declare کریں گے یا اُس کے حدود اربعہ کو لیں گے ؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بہت ساری ایسی چیزیں آجائیں گی جو کل کو ہمارے لئے problems create کر سکتی ہیں اس لئے اس چیز کو ابھی سے دیکھ لیا جائے اور اگر پنجاب حکومت صرف اور صرف دعوے نہیں کرنا چاہتی بلکہ اچھا perform کرنا چاہتی ہے تو اس ترمیم کو accept کیا جائے اور اس کا دائرہ کار ایک کلومیٹر تک کر دیا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم دی ہے کہ 8 کلومیٹر کے ایریا میں ٹیکس لاگو کیا جائے تو ہم پہلے ہی اس ٹیکس کے قطعی خلاف ہیں۔ اس میں بہت سارے سوالات ہیں کہ کون سی یونین کونسل میں وہ سہولیات ہیں جو شہر یا میونسپل کمیٹی کی یونین کونسل میں ہیں۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا؟ کہ اس یونین کونسل میں ٹیکس لگانا ہے، اس میں نہیں لگانا، اس میں کون کون سی سہولیات ہیں اور کون سی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی جو اتھارٹی ٹیکس وصول کرتی ہے اس کی جو مشینری ہے وہ انتہائی کرپٹ ہے۔ یہ عوام پر علیحدہ بوجھ ڈالا جائے گا اور اس سے کرپشن پھیلے گی۔ دیہی علاقوں کے لوگ جس حال میں ہیں اور جس طرح وہ رہتے ہیں وہ ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں area define کیا جانا چاہئے اور اس میں آپ ایک معیار بنائیں تاکہ confirm ہو کہ کون سی یونین کونسل میں کیا کیا چیزیں ہوں گی تو اس پر یہ ٹیکس لگانا ہے۔ یہ وہاں پر صرف نوکر شاہی کو چھوڑ دیں گے، پراپرٹی ٹیکس کلکٹر کو چھوڑ دیں گے تو کرپشن کے نئے دروازے بلکہ بہت بڑا گیٹ کھل جائے گا جو کہ ہماری دیہی عوام کے لئے پریشانی کا باعث بنے گا کیونکہ پہلے ہی وہاں ہمارا literacy rate کم ہے۔ شہر کے لوگ تو وکیل کر لیتے ہیں اور انہوں نے اپنے ٹیکس کے معاملات دیکھنے کے لئے وکیل رکھے ہوتے ہیں دیہاتی بے چاروں کو تو نہیں پتا ہوتا خصوصی طور پر ہمارا جو علاقہ ہے جو بہت غریب اور پسماندہ ہے۔ اس سے ہمارے لوگوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہو گا اس

لئے میں سمجھتا ہوں کہ پہلے تو یہ ہونا ہی نہیں چاہئے اگر ہو تو اس کا کوئی نہ کوئی معیار ہونا چاہئے جس سے کرپشن میں اضافہ نہ ہو بلکہ حکمرانوں کی عیاشی کے لئے ٹیکس میں اگر اضافہ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ٹیکس کے ساتھ ساتھ کرپشن میں اضافہ نہیں ہونا چاہئے اور اس کے لئے قواعد و ضوابط ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے سے جس طرح میٹروپولیٹن، میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پراپرٹی ٹیکس وصول کر سکتی ہیں۔ یہ پراپرٹی ٹیکس ایسا ٹیکس ہے جو جس یونین کونسل، جس کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی کی حدود سے اکٹھا ہو گا اسی کو واپس استعمال کے لئے دیا جائے گا۔ یہ ترمیم اس لئے ہے کہ ان یونین کونسلوں کو جیسے اب ایسے گاؤں ہیں جنہیں ہم عرف عام میں قصبہ کہتے ہیں اور جن کی آبادی سات آٹھ ہزار سے اوپر ہے تو ان کو یہ اختیار دیا جائے کہ اگر اس یونین کونسل کا جو منتخب ہاؤس ہے وہ اس بات کا فیصلہ کرے اور گورنمنٹ کو recommend کرے کہ ان کو وہاں پر یہ اختیار دے دیا جائے تو اس سے جو وسائل اکٹھے ہوں گے اور ٹیکس اکٹھا ہو گا اس سے وہ یونین کونسل اپنی مرضی سے اپنے گاؤں یا قصبے میں واٹر سپلائی، سیوریج اور ایسی سہولیات کے لئے اس رقم کو خرچ کر سکے گی۔ انہوں نے اس idea کو تو oppose نہیں کیا لیکن یہ کہتے ہیں کہ جو کسی میونسپل کارپوریشن سے آٹھ کلومیٹر کے اندر اندر کوئی چیز ہو تو اسے تو یہ اختیار دیں لیکن اگر کوئی ساڑھے آٹھ کلومیٹر پر ہو تو اسے نہ دیں۔ اس کی کوئی logic نہیں ہے اس لئے اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act, the words "situated within radius of eight kilometers outside the limits of a Metropolitan Corporation, a Municipal Corporation or a Municipal Committee" be inserted between the word "Council" and "with".

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> That in Clause 2 of the Bill, the following proviso be added at the end of proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act:
>
> "Provided that the property tax so levied shall stand replaced on the determination of rates by the Metropolitan Corporation, Municipal Corporation, a Municipal Committee or a Rural Union Council."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, the following proviso be added at the end of proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act:
>
> Provided that the property tax so levied shall stand replaced on the determination of rates by the Metropolitan Corporation, Municipal Corporation, a Municipal Committee or a Rural Union Council."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہماری ترمیم یہ ہے کہ اگر کوئی میٹروپولیٹن کارپوریشن یا میونسپل کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی یا لوکل کونسل پراپرٹی ٹیکس rate لاگو نہیں ہوتے تو وہاں پر پنجاب پراپرٹی

ایکٹ1958 کے تحت ٹیکس لگا دیا جاتا ہے۔ اس کو اس بات سے مشروط کر دیا جائے کیونکہ جب کوئی کارپوریشن یالوکل کونسل اپنے پراپرٹی rate کا تعین کر لے تو وہ 1958 کے قانون کے تحت نافذ کر دے یہ اس لئے ضروری ہے کہ کوئی بھی کارپوریشن یا لوکل کونسل کو اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنے معروضی حالات کے مطابق پراپرٹی ٹیکس لگائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں بی بی کی اس ترمیم سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے لئے رانا ثناء اللہ خان صاحب صوبائی وزیر قانون قابل احترام ہیں۔ میں ان کو آپ کے توسط سے جواب دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ ترمیم پر بات کر رہے ہیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں ترمیم پر آ رہا ہوں۔ یہاں بات وہی کرنی چاہئے جس کا ذائقہ میٹھا ہو۔ بعض اوقات گفتگو کے دوران رانا صاحب ایسی بات کر جاتے ہیں جس سے دیگر ممبران کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ اپنی تقریر میں ایک لفظ کہہ گئے شاید آپ غور سے سنتے تو اسے حذف کرا دیتے۔ آپ نے غور نہیں کیا بہرحال۔۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! کون سا لفظ ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! انہوں نے میری تقریر پر [******] کہا۔

جناب سپیکر: جی، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اگر یہ نہ ہوتا تو پھر میں کچھ اور کہتا۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم پر بات کریں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اگر یہ الفاظ کارروائی سے حذف نہ ہوتے تو پھر میں جواب دیتا۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنی پٹیشن واپس لے لے تو ہم کل انتخابات کرانے کے لئے تیار ہیں۔ میرا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ حکومت litigation میں جا رہی ہے، حکومت کی کوشش ہے کہ الیکشن نہ ہوں، مقامی حکومتوں کو اختیارات نہ ملیں اور لوکل باڈیز کے حوالے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس ایکٹ کے تحت بلدیاتی الیکشن ہوا ہمارا مقصد یہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے کہ اسی ایکٹ کے تحت مخصوص سیٹوں کا الیکشن ہو اور یہ اختتام پذیر ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ پہلے فیز کا الیکشن ہو جائے اور جب مخصوص سیٹوں کا الیکشن ہو تو آپ کہیں کہ show of hands کے تحت الیکشن کرائیں۔ یہ طریق کار ممبران کے مفادات کے پیش نظر ان کی خریداری سمجھ لیں یا دباؤ سمجھ لیں کہ اس کے تحت ممبران کو ہم اپنے ساتھ ملائیں گے اور الیکشن مکمل کریں اور اپنے بندوں کو جتوائیں، اپنے میئر اور چیئرمین یونین کونسل بنائیں۔

جناب سپیکر! ہم نے اس دھاندلی کو روکنے کے لئے پٹیشن دائر کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ اپنے جواب واپس لے لیں اور کل الیکشن کرادیں جس ترمیم اور جس قانون کے تحت انہوں نے بلدیاتی الیکشن پنجاب میں کرایا ہے اس کے تحت یہ بلدیاتی الیکشن کو wind up کرائیں۔ ہم ان کی اس بات پر ان کو appreciate کریں گے اور داد دیں گے۔ اگر یہ کورٹ میں اس بات پر لگے رہے کہ show of hands ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہم کہیں گے کہ یہ دھاندلی ہے اگر یہ litigation میں جائیں گے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ یہ اختیارات کی منتقلی نہیں چاہتے اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام خزانہ اورنج لائن ٹرین، میٹرو اور لاہور پر ہی خرچ ہو اور جنوبی پنجاب اس سے محروم رہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بھی اور قاضی صاحب نے خیر ترمیم پر تو اتنی زیادہ بات نہیں کی۔ قاضی صاحب نے جو بات کی ہے تو میں نے یہی عرض کیا تھا کہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ اس دھاندلی کو روکنے کے لئے جو show of hands کے ذریعے ہونی تھی ہم نے پٹیشن دائر کی ہے یعنی وہ دھاندلی جو ہے وہ پیپلز پارٹی کو آپ کی جماعت کو کراچی سے لے کر سکھر روہڑی تک منظور ہے اور جونہی پنجاب میں داخل ہوتی ہے تو یہاں پر وہ دھاندلی بن جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ آپ کی جماعت اور آپ کے اکابرین نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر یہ طے کرکے الیکشن کمیشن سے بات کرنے کے بعد ترامیم کی تھیں لیکن بعد میں پھر آپ اس کو petition میں لے گئے۔ یہ جو انہوں نے ترمیم دی ہے تو یہ جو Clause 116 sub-Clause 2 ہے اس کی موجودگی میں اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ چیز already law میں cover ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, the following proviso be added at the end of proposed sub-section (3) of Section 116 of the Principal Act:

"Provided that the property tax so levied shall stand replaced on the determination of rates by the Metropolitan Corporation, Municipal Corporation, a Municipal Committee or a Rural Union Council."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration .Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 be passed."

Now, the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2016 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 28-جون 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کل ضمنی بجٹ پر بحث ہو گی تو جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ شکریہ